سیرت حضرت علی ہجویری

المعروف

داتا گنج بخش رح

حکیم سید خاور حسین قادری

سیرت

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حکیم سیّد خاور حسین قادری

مکتبۂ سراجِ منیر

ناشران وتاجرانِ اسلامی کتب اردو بازار لاہور

نام کتاب ...... سیرت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ...... حکیم سید خاور حسین قادری

ٹائٹل ڈیزائن ...... محمد عاطف جاوید

کمپوزنگ ...... ہجویری ایڈورٹائزر

ناشر ...... سیّد عمران حسین نے مکتبہ سراج منیر

اُردو بازار لاہور سے شائع کیا

مطبع ...... رانا پرنٹنگ پریس، لاہور

سن اشاعت ...... جولائی 2012

ہدیہ ...... -/160 روپے

ملنے کا پتہ

طاہر سنز پبلشرز ۴۰۔بی، اُردو بازار۔لاہور

فون: 37234137 فیکس: 37312159

Website: www.tahirsonspublishers.com

E-mail: info@tahirsonspublishers.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات

ذو جہاں زیرِ نگیں مہر نام گنج بخش
جن و انس و ملک منقاد و رام گنج بخش

ہر کہ آمد با ارادت صد زیارت یافت او
ہر کسے شد بہرہ یاب از فیض عام گنج بخش

بادشاہ اولیاء والد قدر عادل محل
سلم ہفت آسماں کمتر زبام گنج بخش

روز و شب و روز بانم ہست نام پاک تو
اسم اعظم یافتم من پاک نام گنج بخش

از مزارِ پاک او صد شعلہ ہائے نورِ حق
روشن از صبح درخشاں ہست شام گنج بخش

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے بابرکت اسم پاک سے شروع جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے اور اس کے حبیب آقائے دوجہاں، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر بے شمار درود و سلام جن کا فیض عام ہے اور تا قیامت یونہی عام رہے گا۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

"فقراء کے لئے جو راہِ خدا میں روکے گئے، زمین پر چلنے کی استطاعت نہیں رکھتے جاہل انہیں محفوظ ہونے کی وجہ سے تونگر سمجھتے ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ میری امت کے فقراء ایسے ہوں گے جو تیزی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ ضعیف ہوں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں ضعیف سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیاوی مال و دولت اور عہدوں والے نہ ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا جو مفلوک الحال تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں اس شخص کے نور کو تمام اہل زمین پر تقسیم کر دوں تو وہ سب کے لئے کافی ہوگا۔

فقراء وہ لوگ ہیں جن کے پاس ظاہری دنیاوی اسباب نہیں ہوتے اور وہ ان کے باوجود غنی ہوتا ہے اور اسباب کی غیر موجودگی کے باوجود خوش و خرم رہتا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء کی تین اقسام ہیں۔ اول وہ جو کسی

بھی حالت میں کسی کے آگے اپنا ہاتھ نہ پھیلائے اور دوسروں کی امداد سے ہمیشہ دور بھاگے‘ دوم وہ جو کسی بھی حالت میں کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے مگر جو ملے اسے قبول کر لے اور سوم وہ جو صبر و تحمل سے اپنے اوقات کی حفاظت کرے اور اپنی نفسانی خواہشات کو رد کر دے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جس نے اللہ عزوجل کی عبادت اور بندگی اختیار کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے اور تمام دنیاوی آسائشوں سے کنارہ کشی اختیار کی وہ اصحابِ صفین کے نام سے مشہور ہوئے اور انہوں نے اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح معنوں میں حق ادا کیا اور دین اسلام کی تبلیغ و ترویج میں ان کا کردار بے مثل ہے۔

حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان فقراء اور درویشوں میں ہوتا ہے جنہوں نے دین اسلام کی تبلیغ اور ترقی و ترویج کے لئے اپنے گھر کو خیر باد کہا اور لاہور تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور آمد کے بعد اس خطہ میں اسلام کو فروغ ملا اور ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض آج بھی قریباً ہزار برس گزرنے کے بعد جاری و ساری ہے اور سالکان راہِ حق کے دلوں کی تشنگی مٹانے کا بڑا ذریعہ ہے۔

زیرِ نظر کتاب ”سیرتِ پاک حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ“ کی ترتیب و تدوین کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک کے مطالعہ سے اپنے ایمان کو تازہ کریں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو سنواریں۔ بارگاہِ الٰہی میں عاجزانہ التجا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حکیم سید خاور حسین قادری

خراجِ عقیدت

سیّد ہجویر مخدومِ اُمم
مرقد او پیر سنجر را حرم
بندہای کوہسار آساں گیخت
در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
عہد فاروق از جمالش تازہ شد
حق ز حرفِ او بلند آوازہ شد
پاسبانِ عزت اُم الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب
اِک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت
عاشق و ہم قاصد طیارِ عشق
از جنبش آشکار اسرارِ عشق

(علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

یا جناب مصطفےٰ سلطان داتا گنج بخش
یا محمد بادشاہ دین و دنیا گنج بخش
میرے صاحب میرے مالک میرے آقا گنج بخش
میرے حضرت میرے والی میرے مولا گنج بخش
مانگنے کے واسطے آیا ہے در پہ آپ کے
یہ فقیر بے نوا عاجز گدایا گنج بخش
خیر بخشو اپنے گنجینے سے یا خیر الوریٰ
خالق اکبر نے ہے تجھ کو بنایا گنج بخش
آپ کے در کے ہیں سایل بادشاہانِ جہان
نام ہے مشہور دنیا میں تمہارا گنج بخش
گنج علم و گنج عرفاں گنج سیم و گنج زر
بخشو اس دریوزہ گر کو میرے داتا گنج بخش
مانگنے آتا ہے جب کوئی گدا دربار پر
آپ دیتے ہیں اسے فی الفور سارا گنج بخش
ہے یقین اب سرورؔ مفلس غنی ہو جائے گا
پا لیا ہے اس نے اب یثرب میں اپنا گنج بخش

(مفتی غلام سرور لاہوری)

نام ونسب

اے شہنشاہِ ولایت قیصر فقر و غناء
سائل دربار ہے تیرا ہر اِک شاہ و گدا

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ''سیّد علی'' ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی ''سیّد عثمان'' ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ حسنی سیّد ہیں اور چند واسطوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ بن حضرت سیّد عثمان رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ بن حضرت سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ بن حضرت سیّد عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ بن حضرت سیّد شجاع رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ بن حضرت سیّد ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ بن حضرت سیّد حسن اصغر رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ بن حضرت سیّد زید رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ بن حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
۱۰۔ بن حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

کنیت:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ''ابوالحسن'' تھی۔

القابات:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے القابات داتا، گنج بخش، سراج السالکین، امام الاولیاء، امام المتقین، امام الکاملین، حجۃ العارفین ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''کشف المحجوب'' میں اپنا نام سیّد علی جلابی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھا ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ یا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ناموں سے ہوئی۔

دارالشکوہ نے ''سفینۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ ہجویر اور جلاب غزنی شہر کے دو محلے تھے۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا تعلق محلہ ہجویر سے تھا جبکہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سیّد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جلاب سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش چونکہ اپنے ننھیال ہجویر میں ہوئی تھی اور پھر کم سنی میں ہی والد بزرگوار کے سایہ شفقت سے محروم ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ہجویر میں مقیم ہوگئی تھیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی نسبت سے ہجویری کہلائے۔

حضرت امیر حسن علاء چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ''علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ مادری حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔

ولادت باسعادت

یہ کلیاں ناشگفتہ سی ، یہ غنچے نادمیدہ سے
مری جرأت تو دیکھو لے چلا ان کے گلستاں میں

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے متعلق کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ محققین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۰ ھ کے لگ بھگ غزنی شہر کے محلہ ہجویر میں اپنے ننھیال کے ہاں تولد ہوئے۔ والدین نے بوقت پیدائش ''علی'' نام رکھا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے تصنیف ''کشف الاسرار'' میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا کہ میری پیدائش ''محلہ ہجویر'' میں ہوئی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی جائے پیدائش کے متعلق ''کشف الاسرار'' میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اس سرزمین کو حادثات اور دیگر آفات سے محفوظ رکھے اور اسے بادشاہوں کے مظالم سے مامون رکھے۔

غزنی کی سیاسی و معاشرتی حالت

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب تولد ہوئے اس وقت سلطان محمود غزنوی حاکم تھا اور غزنی شہر علم و فضل کے اعتبار سے بے حد معتبر جانا جاتا تھا۔ یہاں بے شمار علماء و اہل حکمت موجود تھے اور ایک عالم اپنی تشنگی مٹانے کے لئے غزنی آتا تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں فارسی زبان کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ اس نے سینکڑوں مدرسے تعمیر کروائے اور دنیا بھر سے اہل علم حضرات کو غزنی میں جمع کیا۔ سلطان محمود غزنوی فقراء اور اہل علم حضرات کی نہایت عزت و تکریم کیا کرتا تھا اور ان کی خدمت کو اپنے لئے عین سعادت جانتا تھا۔ سلطان محمود غزنوی خود بھی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل تھا۔

اسرار کھل گئے تو میں خود راز بن گیا
اخفائے رازِ عشق تو کیا اہتمام ہے

۴۲۱ھ میں سلطان محمود غزنوی کا انتقال ہوا تو اس کے دو بیٹوں امیر محمد اور امیر مسعود کے لئے تخت پر قبضہ کی جنگ چھڑ گئی اور یہ سلسلہ پانچ ماہ تک جاری رہا۔ پھر امیر مسعود تخت پر قابض ہوا اور اس نے اپنے بھائی امیر محمد کو اندھا کر کے قید خانے میں ڈلوا دیا تھا۔

۴۳۱ھ میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب باقاعدہ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے تو اس کے بعد غزنی بڑی تباہی سے دوچار ہوا اور ترکمانوں نے غزنی کا محاصرہ کرلیا۔

امیر مسعود کے کئی بڑے بڑے سردار ترکمانوں سے جا ملے اور امیر مسعود تن تنہا لڑتا ہوا مارا گیا۔ الغرض جب حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان وارد ہوئے اس وقت غزنی کی سماجی وتمدنی حیثیت تار تار ہو چکی تھی اور علاقہ قتل و غارت کا مرکز بنا ہوا تھا۔

غزنی شہر جو کہ افغانستان کے موجودہ دارالحکومت کابل سے قریباً ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں سلطان سبکتگین، سلطان محمود غزنوی، حکم سنائی، سیّد حسن، حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات خستہ حال میں موجود ہیں۔

قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذروں کو
ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبیں ہو کر

تعلیم وتربیت

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی چار برس تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا اور اپنے ماموں تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض حاصل کرنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور دیگر مروجہ علوم پر بھی دسترس حاصل کر لی۔ جب ابتدائی علوم سے فارغ ہوئے تو پھر مزید علم کے حصول کے لئے غزنی سے باہر نکلے اور دور دراز مقامات پر تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ علم کے لئے جن ممالک کا سفر اختیار کیا ان میں آذربائیجان، فرغانہ، خراسان، عراق، شام، ترکستان و دیگر ممالک شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ میں نے خراسان میں ایک سال کے قیام کے دوران قریباً چار سو سے زائد علماء کی صحبت سے کسب فیض پایا۔

تیز رفتار تو تھی عمر رواں بھی لیکن
شوقِ منزل ہی رہا عمر رواں سے آگے

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علوم کے لئے سفر اختیار کیا اور یہ سفر چالیس برس پر محیط ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران بے شمار علماء کی صحبت اختیار کی اور کئی اولیاء کاملین سے اسرار و رموز کی تعلیم حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عرصہ میں کبھی کوئی نماز باجماعت ترک نہ کی۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے جن علماء و کاملین کی صحبت سے فیض پایا ان میں سے چند کا احوال ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ:

زین الاسلام حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں یکتا اور قدر و منزلت میں ارفع و اعلیٰ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تصانیف بکثرت دستیاب ہیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور بے شمار علوم ظاہری و باطنی پر عبور حاصل کیا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت یہ ہے کہ محبّ اپنی صفات کو محبوب کی طلب میں محو کر دے اور محبوب کا اثبات اس کی ذات سے قائم کرے یعنی جب محبوب باقی ہوگا تو لازمی طور پر محبّ فانی ہو جائے گا اس لئے کہ محبوب کی ذات کی بقاء غیر محبوب کی نفی کر کے اپنا تصرف مطلق کرے گی اور محبت کی صفت فنا ہو تو پھر محبوب کی ذات کے سوا کچھ نہیں رہتا اور یہ ہرگز روا نہیں کہ محبت اپنی صفت میں قائم رہے اس لئے کہ جو اپنی صفت سے قائم ہوتا ہے وہ محبوب کے جمال سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جب اسے یہ آگاہی ہو جاتی ہے کہ اس کی زندگی محبوب کے جمال سے ہے تو وہ لازمی طور پر اسے اپنی صفات کی نفی اور محبوب کی ذات کا اثبات مطلوب ہوگا۔

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ:

اہل ہدایت، طراز طریق ولایت حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ماورالنہر کے بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امی ہونے کے باوجود تصوف اور اصولِ دین پر بڑی دسترس رکھتے تھے اور میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر اصولِ دین اور توحید کے پیچیدہ مسائل سیکھے اور جب بھی مجھے ان معاملات میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے وہ مسئلہ نہایت عمدگی سے بیان فرما دیتے۔

ایک حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک بچہ اونٹ پر بوجھ لادے اس کی نکیل پکڑے جا رہا تھا۔ بازار میں بے پناہ کیچڑ تھا اونٹ کا پاؤں پھسلا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اس اونٹ سے بوجھ اتار لیں مگر بچے نے ہاتھ اٹھا کر رو رو کر دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل تھامی اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی: الٰہی! اس اونٹ کا پاؤں ٹھیک کر دے اور اگر تو اسے درست نہیں کرنا چاہتا تو اس قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ اونٹ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد اشقائی رحمۃ اللہ علیہ:

امام الاصول وفروغ حضرت ابوالعباس احمد بن محمد اشقائی رحمۃ اللہ علیہ جن سے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اصول وفروغ اور دیگر کئی علوم پر عبور حاصل کیا۔ حضرت ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر بے حد شفقت فرمایا کرتے تھے اور کئی علوم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے استاد ہیں۔ شریعت کی اتباع اور تمام دنیاوی مخلوق سے کنارہ کشی کرنے والا ان سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ہر وقت دنیا و آخرت سے بیزار رہتی تھی اور ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے کہ میں ایسی فنا چاہتا ہوں جس میں وجود کا شائبہ تک نہ ہو۔

حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ:

قطب زمانہ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بے نظیر و بے عدیل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام طلباء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لسان الوقت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ابتدائے حال کی ایک علامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی شکل میں دیکھا میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون

ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں غافلوں کو ہلاکت میں مبتلا کرنے والا ہوں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اپنی کیفیت سے آگاہ کر سکوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میری دلی کیفیت سے بخوبی آگاہ ہو گئے اور جس وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ستون سے ہم کلام تھے۔

حضرت ابواحمد المظفر رحمۃ اللہ علیہ:

رئیس الاولیاء حضرت ابواحمد المظفر رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر تاج فراست تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تصوف کا دروازہ کشادہ تھا۔ فنا و بقا کے مسائل کو نہایت عمدہ انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن خستہ حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ)! اپنا حال سناؤ؟ میں نے عرض کیا کہ سماع چاہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قوال بلا لئے۔ سماع کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ)! سماع کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے بڑی فرحت ملی۔ فرمایا کہ سماع کی طاقت اسی وقت ہوتی ہے جب مشاہدہ کی قوت حاصل ہو اور اگر مشاہدہ کی قوت حاصل نہیں تو سماع سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

ان کے علاوہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے علاوہ حضرت شیخ ابوعبداللہ جنیدی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابوطاہر مکشوف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابواسحاق بن شہریار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی اکتساب فیض پایا۔

سیر و سیاحت

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہ شعار رہا ہے کہ وہ اسرار و رموز اور حقائق سے آگاہی کے لئے سفر اختیار کرتے ہیں اور سفر کے مصائب اور تکالیف کو برداشت کرتے ہیں، مجاہدے کرتے ہیں اور قریہ بہ قریہ گھومتے ہیں اور جہاں کہیں انہیں معرفت کا چشمہ نظر آتا ہے اس سے سیراب ہوتے ہیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے لئے سفر پر نکلے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصہ تک سیاحت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاحت کا یہ عرصہ قریباً چالیس برسوں پر محیط ہے اور اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار ظاہری و باطنی شخصیات سے فیض پایا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیاحت کے بے شمار واقعات کو کشف المحجوب میں بیان کیا ہے ذیل میں ان چند واقعات کو مختصراً بیان کیا جا رہا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے خراسان کے سفر کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے گاؤں کمندور میں ایک شخص کو دیکھا جسے ادیب کمندی کہا جاتا تھا اور وہ شخص عرصہ بیس سال سے پاؤں کے بل کھڑا تھا اور ماسوائے نماز کے کبھی نہ بیٹھتا تھا جب اس شخص سے اس طرح کھڑا ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے کہا کہ مجھے ابھی وہ مقام نہیں ملا کہ میں اللہ عزوجل کے مشاہدہ میں بیٹھنے کا شرف حاصل کرسکوں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیاحت کے دوران کا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص سے بحث کا اتفاق ہوا جسے لوگ اہل علم کہتے تھے اور وہ متکبر تھا

اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا شیطان کی موافقت اختیار کئے ہوئے تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ملحدین کے بارہ گروہ ہیں اور ان میں سے ایک گروہ تم صوفیاء کا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ایک گروہ اہل تصوف کا ہے اور باقی گیارہ دیگر گروہ ہیں جن سے تمہارا تعلق ہے اور اہل تصوف کا ایک گروہ تم گیارہ گروہوں کے مقابلہ میں محفوظ اور خوب اچھے طریقے سے رکھ سکتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ماوراء النہر میں ایک ملامتی گروہ کو دیکھا جو دیگر انسانوں کی مانند کچھ نہیں کھاتا تھا اور نہ پہنتا تھا وہ صرف وہی کھاتے تھے جنہیں لوگ بیکار سمجھ کر پھینک دیتے تھے اور وہ گوڈری پہنتے تھے جسے وہ راستہ میں پڑے چیتھڑوں کو اکٹھا کر بناتے تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سیاحت میں نے شہر مراد الرود میں ایک بزرگ سے بھی ملاقات کی جو عمدہ اخلاق و عادات کے مالک تھے اور ان کی گوڈری اور مصلے میں بے شمار پیوند لگے ہوئے تھے اور ان میں بچھوؤں نے بچے دے رکھے تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا میں نے اس معاملہ کو حل کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کی لیکن وہ معاملہ حل نہ ہوا چنانچہ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلہ کش ہوا اور وہ معاملہ مجھ پر منکشف ہو گیا۔ پھر مجھے جب بھی کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا جس کا حل نہ پاتا تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر معتکف ہوتا تو وہ مسئلہ مجھ پر منکشف ہو جاتا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے ایسا مسئلہ درپیش ہو گیا جس کے حل کے لئے میں پہلے کی طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر معتکف ہوا۔ میں تین ماہ تک مزارِ مبارک پر معتکف رہا اور دن میں تین مرتبہ غسل اور تیس مرتبہ وضو کیا کرتا تھا مگر میری پریشانی دور نہ ہوئی۔ میں خراسان کے سفر پر نکل پڑا۔ راستہ میں

ایک گاؤں سے گزر ہوا تو وہاں قیام کیا۔ وہاں صوفیاء کی ایک جماعت مقیم تھی جنہوں نے کھردری گوڈریاں زیب تن کر رکھی تھیں۔ میرے پاس کچھ سامان نہ تھا ماسوائے ایک لاٹھی اور لوٹا کے۔ اس جماعت نے مجھے حقیر جانا اور اپنی رسوم کے مطابق مجھ سے گفتگو کی۔ مجھے چونکہ رات وہاں گزارنی تھی اس لئے ان کو برداشت کرتا رہا۔ انہوں نے مجھے دریچہ میں بٹھا دیا اور خود چھت پر چلے گئے جبکہ میں نیچے ہی رہا۔ انہوں نے میرے آگے سوکھی روٹی ڈال دی اور میں ان کے کھانوں کی خوشبوئیں سونگھ رہا تھا۔ وہ لوگ میرا مذاق اڑا رہے تھے اور جب وہ کھانے سے فارغ ہو کر خربوزے کھانے لگے تو اس کے چھلکے مجھ پر پھینک کر میری عزت نفس مجروح کرنے لگے۔ میں نے دل میں کہا باری تعالیٰ! اگر میں تیرے محبوب بندوں کا لباس پہننے والا نہ ہوتا تو میں ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا۔ پھر وہ جتنی میری بے عزتی کرتے اور جتنا بھی میرا مذاق اڑاتے میں خوش ہوتا یہاں تک کہ اس مصیبت کو برداشت کرنے کی وجہ سے مجھ پر وہ مسئلہ منکشف ہو گیا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آذربائیجان کے پہاڑوں میں پھر رہا تھا کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا جو فراق میں اشعار پڑھ رہا تھا پھر اس کا رنگ اچانک متغیر ہوا اور اس نے میرے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں رملہ کی جانب عازم سفر ہوا اور میرے ہمراہ دو اور درویش بھی ہو لئے۔ ہم حضرت ابن العلاء رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے جا رہے تھے اور ہر ایک کے دل میں ان سے ملاقات کا شوق تھا۔ ہم سوچ رہے تھے کہ حضرت ابن العلاء رحمۃ اللہ علیہ ہمارے باطن کے حال سے بخوبی آگاہ ہیں اس لئے اپنی اپنی خواہش ظاہر کی۔ مجھے حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اور مناجات چاہیے تھے۔ ایک ساتھی کو خواہش تھی کہ اس کا مرض طحال جاتا رہے اور ایک ساتھی حلوائے صابونی کھانا چاہتا تھا۔ جب ہم حضرت ابن العلاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ کاغذ لاؤ اور پھر جب میں نے کاغذ ان کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے مجھے حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اور مناجات لکھ کر دے دیں۔ میرے دوسرے ساتھی کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا درد جاتا رہا۔ تیسرے ساتھی سے کہا کہ حلوائے صابونی سپاہیوں کی خوراک ہے اور درویشوں کے لئے نہیں ہے اور درویشوں کو ایسی خواہش زیبا نہیں دیتی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ترکستان کے ایک شہر کی پہاڑی میں آگ لگے ہوئے دیکھی۔ اس کے دہکتے پتھروں سے نوشادر ابل رہا تھا اور اس آگ میں ایک چوہا بھی موجود تھا اور اس چوہے کو اگر آگ سے باہر نکالا جاتا تو وہ ہلاک ہو جاتا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہندوستان میں ایک زہر کے اندر کیڑے کو دیکھا جو اس زہر میں زندہ رہتا تھا اور اگر اسے زہر سے نکال دیا جاتا تو وہ ایک لمحہ میں مر جاتا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر کے اپنے سفر کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت احمد حماد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ میرے ہمراہ تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم نکاح کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ میں خود سے پوشیدہ رہتا ہوں اور جب حاضر ہوتا ہوں تو اپنے نفس کو ایسے رکھتا ہوں کہ ایک روٹی کو ایک ہزار حور سے بہتر جانتا ہوں پس اس شغل کے علاوہ اور کوئی شغل بہتر نہیں جانتا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن مہنہ میں حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر تنہا بیٹھا تھا کہ میں نے ایک سفید کبوتر دیکھا جو قبر کے اوپر پڑی چادر کے نیچے چلا گیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کبوتر کسی کا ہوسکتا ہے؟ میں نے جب چادر کو اٹھایا تو وہاں کوئی کبوتر موجود نہ تھا۔ پھر دوسرے

دن اور پھر تیسرے دن بھی ایسے ہی ہوا۔ میں حیران تھا کہ ایک رات خواب میں مجھے حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ میں نے ان سے کبوتر کا معاملہ دریافت کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ وہ میرے معاملہ کی صفائی ہے جو روزانہ قبر میں میری ہم نشینی کے لئے آتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں فرغانہ کے ایک گاؤں سلانگ میں گیا وہاں ایک بزرگ زمین کے اوتادوں میں سے تھے۔ شہر کے لوگ اور مشائخ انہیں ''باب'' کہا کرتے تھے۔ ان کے ہاں ایک بوڑھی عورت ''فاطمہ'' کام کیا کرتی تھی۔ میں جب ان بزرگ کی زیارت کے لئے پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ کس لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر نگاہِ شفقت فرمائی اور فرمایا کہ میں تمہیں فلاں روز سے دیکھ رہا ہوں اور جب تک تم مجھ سے روپوش نہ ہو جاؤ گے تمہیں دیکھتا رہوں گا اور پھر جب میں نے ان کے بتائے ہوئے دن پر غور کیا تو وہ وہی دن تھا جب میں نے توبہ کی اور بیعت کی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بیٹا! سفر کرنا بچوں کا کام ہے تم ہمت کرو اور حضوری قلب حاصل کرو اس سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔ پھر بوڑھی خادمہ سے فرمایا: اے فاطمہ! جو ہے وہ لے آؤ۔ وہ ایک طباق میں انگور لے آئیں حالانکہ وہ انگوروں کا موسم نہ تھا اور کچھ تازہ کھجوریں بھی تھیں حالانکہ فرغانہ میں کھجوریں نہیں ہوتیں۔

سعادتِ بیعت

فخر ہو مجھ کو نہ کیوں اس عزت احضار پر
جبکہ ہو نازاں ہر اِک سائل تیری سرکار پر

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد باطنی علوم کی جانب متوجہ ہوئے اور بے شمار اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران ملک شام میں حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی عادات واطوار اور اخلاق سے متاثر ہو کر ان کے دست حق پر سلسلہ عالیہ جنیدیہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ جنیدیہ اس وقت سب سے مشہور اور اکابر کا سلسلہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت ذیل ہے۔

۱۔ حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ مرید حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ مرید حضرت شیخ ابوالحسن علی حصری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ مرید حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ مرید سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ مرید حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ مرید حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ مرید حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ مرید حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ مرید امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

۱۱۔ مرید شیر خدا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مرشد پاک سے والہانہ عقیدت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتے اسے قلمبند فرما لیتے تھے اور ان کی عادات و اطوار کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ شرع پر عمل پیرا اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے طریقہ کے مطابق شریعت کی پابندی کو اپنا شعار بنائے رکھا اور کبھی نماز باجماعت ترک نہ کی۔

جان و دل قربان ہے شاہا تیرے دربار پر
جبکہ ہو نازاں ہر اِک سائل تیری سرکار پر

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کی غذا نہایت قلیل تھی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تلقین کی کہ وہ کم کھائیں، کم سوئیں اور کم گفتگو کریں اور اپنا زیادہ وقت یادِ الٰہی میں بسر کریں۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک کی ان نصیحتوں پر تادمِ وصال عمل کیا اور اپنے مریدوں کو بھی ان کی تلقین فرمائی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم شجرہ نسب

حمد و توصیف و ستائش ہے خدا کے واسطے
کبریائے خالق ارض و سما کے واسطے

یا الٰہی حضرتِ خیر الوریٰ کے واسطے
سرورِ عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ کے واسطے

حضرت شیر الٰہی بادشاہ بحر و بر
چشمہ عرفان علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے

مخزنِ علم لدنی معدنِ حلم و حیاء
اس حسن بصری رضی اللہ عنہ سراج الاولیاء کے واسطے

تاجِ فرقِ اولیاء شہنشاہ ملک عجم
شیخ ما حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ باخدا کے واسطے

مقتدائے دو جہان و ہادیٔ راہِ خدا
حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ باصفا کے واسطے

حضرت برجِ ولایت آسمانِ معرفت
حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بے ریا کے واسطے

شیخ عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کانِ حیاء
بادشاہِ اولیاء و اتقیاء کے واسطے

آفتابِ چرخ عرفاں شیخ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ
منبع ارشاد و رشد و اہتداء کے واسطے

گوہر عمانِ وحدت قلزمِ جود و سخا
شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم و حیاء کے واسطے

دور کر رنج و الم دونوں جہاں کا یا خدا
شیخ ما حضرت علی حصری رحمۃ اللہ علیہ ہدا کے واسطے

دو جہاں کی سروری تو بخش دے یا رب مجھے
اس ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ راہنما کے واسطے

کر کرم مخدوم علی ہجویر داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
مصطفٰے و مرتضٰے خیر النساء کے واسطے

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ

اس جگہ میں کس طرح ایک ایک منظر دیکھ لوں
جس جگہ سوئے ادب ہے آنکھ اٹھا کر دیکھنا

زین اوتاد، شیخ عباد حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم تفسیر و روایات کے عالم تھے اور طریقت میں سلسلہ عالیہ جنیدیہ میں حضرت شیخ ابوالحسن علی حصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی اور اپنی عمر کے قریباً ساٹھ برس گوشہ نشینی میں بسر کیے۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھے اور شریعت پر عمل پیرا تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لگام نامی پہاڑی کے ایک غار میں اپنی گوشہ نشینی کے دن گزارے۔ صوفیانہ رسوم و رواج کے خلاف تھے اور بیشتر وقت ذکر الٰہی میں بسر کرتے تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ میں نے ان سے زیادہ بارعب کسی مردِ خدا کو نہیں پایا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ نے اکیاون برس تک ایک ہی گوڈری زیب تن کیے رکھی اور اس گوڈری میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بیت الجن سے دمشق کی جانب روانہ ہوئے۔

بارش ہو رہی تھی اور راستہ میں بہت کیچڑ تھا جس کی وجہ سے چلنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔ میں نے جب اپنے مرشد پاک کی جانب دیکھا تو ان کے جوتے اور کپڑے خشک تھے میں نے حیرانگی سے دریافت کیا تو فرمایا کہ جب سے میں نے توکل اختیار کیا اور اپنے ارادہ کو ختم کر دیا ہے اس وقت سے میرا باطن لالچ کی وحشت سے محفوظ ہو گیا ہے اور اس دن سے ہی اللہ عزوجل نے مجھے کیچڑ سے محفوظ فرما دیا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلا رہا تھا دفعۃً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر تمام امور منجانب اللہ وقوع پذیر ہوتے ہیں تو پھر آزادوں کو پیروں اور پیشواؤں کا غلام کس لئے بنایا جاتا ہے؟ کیا ایسا صرف پیروں کی کرامت پر موقوف ہے؟ ابھی یہ خیال میرے دل میں تھا کہ مرشد پاک نے فرمایا بیٹا! جو کچھ تمہارے دل میں ہے مجھے اس کا بخوبی علم ہے اور جب اللہ عزوجل کسی کو تاج و تخت عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس کو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور پھر وہ کسی مہربان دوست کی خدمت کرنے لگتا ہے اور اسی خدمت کے نتیجہ میں صاحب کشف و کرامت ہوتا ہے۔

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دنیا ایک دن کی ہے اور ہم اس میں روزہ دار ہیں۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس فرمان کی توجیہہ بیان کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم دنیا سے کسی چیز کی خواہش نہیں کرتے اور نہ ہی دنیاوی قیود کو خاطر میں لاتے ہیں اور انہوں نے چونکہ آفاتِ دنیا کا مشاہدہ کیا ہوتا ہے اور حجابات ان پر منکشف ہوتے ہیں اس لئے وہ دنیا کی جانب رغبت نہیں رکھتے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''نفحات الانس'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں ایک عرصہ گزارا اور ان کے ہمراہ سیر و سیاحت بھی کی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب بن سلیم الراعی کے بے شمار اقوال بیان کئے ان اقوال کو میرے لئے بیان کرنا مشکل ہے کہ میری زیادہ کتب غزنی میں ہی رہ گئیں اور میں دیارِ ہند میں ناجنسوں کی صحبت میں مبتلا ہوں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مرشد پاک کے ہمراہ آذربائیجان کے ایک علاقہ سے گزرا۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ تین خرقہ پوش گندم کے ڈھیر پر کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنے خرقہ کے دامن کو کسانوں کی جانب پھیلا رکھا ہے تاکہ وہ ان کے دامن میں گندم بھر دیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مرشد پاک کی جانب دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی جس کا مفہوم تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خریدی اور ان کی تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ پہنچایا اور یہ ہدایت یافتہ نہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور! یہ لوگ کس قدر ذلت میں مبتلا ہیں کہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کے مال کو مزید جمع کرنے کی حرص ہوئی تو ان کو دنیا جمع کرنے کی حرص ہوگئی اور کوئی حرص دوسری حرص سے بہتر نہیں ہوتی۔

دل سوز سے خالی ہے نگاہ پاک نہیں
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں
ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تو نرا صاحب ادراک نہیں

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے مرشد پاک کا وصال

ہوا میں ان کے پاس موجود تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے ایک گاؤں بیت الجن کی مسجد میں تشریف فرماتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر مبارک میری آغوش میں تھا۔ میں اس وقت اپنے کسی دوست کی جانب سے پہنچنے والی تکلیف پر رنجیدہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا! دل کو مضبوط کرو کہ میں تمہیں ایک مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو ہر قسم کے رنج والم سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ ہر امور چاہے وہ نیک ہو یا بد وہ منجانب اللہ وقوع پذیر ہوتا ہے لہٰذا کسی بھی امر پر معترض نہ ہو اور دل کو رنجیدہ نہ کرو۔ یہ فرمانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے متعلق کتب سیر میں منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دمشق کے گاؤں بیت الجن میں ہی مدفون کیا گیا۔

سلسلہ عالیہ جنیدیہ کے بانی
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

تنگ آ جائے گی خود اپنے چلن سے دنیا
تجھ سے سیکھے گا زمانہ ترے انداز کبھی

شیخ المشائخ، امام الائمہ، بحر شریعت و طریقت، انوارِ الٰہی کے مخزن حضرت ابوالقاسم جنید بن محمد جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مکمل علوم پر دسترس رکھتے تھے اور اسی وجہ سے زمانے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الشیوخ، علم و عمل کا سرچشمہ، سیّد الطائفہ، لسان القوم، طاؤس العلماء، فنونِ علم میں کامل، اصول و فروغ میں امام و مفتی جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس زمانے کے بیشتر صوفیائے کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر عمل کیا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیشتر مشائخ سلسلہ عالیہ جنیدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس زمانہ میں یہ مشرب سب سے زیادہ مشہور تھا اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سلسلہ عالیہ طیفوریہ کے برعکس صحو پر مبنی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور انہی کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ان تمام اوصاف حمیدہ کے باوجود کچھ لوگ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ زندیق اور کافر کہتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کبھی کسی مرید کا مقام اپنے مرشد سے زیادہ ہوا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کا درجہ میرے درجہ سے بلند ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا ازراہِ انکساری تھا مگر جو فرمایا وہ اپنی بصیرت کے مطابق فرمایا اور اس کا ثبوت اس وقت ظاہر ہوا جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ علیہ مسند نشین ہوئے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے بلند مدارج حاصل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مکتب سے گھر واپس آرہے تھے کہ راستے میں اپنے والد کو روتا ہوا دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ میں سے کچھ رقم تمہارے ماموں کی خدمت میں بھیجی تھی لیکن انہوں نے اسے لینے انکار کر دیا میں یہ سوچ کر رو رہا ہوں کہ میں نے اپنی ساری زندگی ایسے مال کے حصول میں ضائع کر دی جسے خدا کے دوست لینا پسند نہیں کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے وہ درہم لئے اور ماموں کی خدمت میں پہنچ کر زکوٰۃ پیش کی۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ درہم لینے سے انکار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر فضل اور میرے والد کے ساتھ عدل فرمایا ہے اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اختیار ہے کہ یہ درہم لیں یا نہ لیں، میرے والد کے لئے حکم تھا کہ وہ زکوٰۃ کسی حق دار کو دیں جو انہوں نے پورا کر دیا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سن کر فرمایا کہ رقم سے پہلے میں تمہیں قبول کرتا ہوں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی دن سے ان کی خدمت میں رہنے لگے اور کسب فیض حاصل کیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی صرف سات برس تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے

گئے۔ خانہ کعبہ میں اس وقت چار مشائخ کے درمیان شکر کے مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی تھی۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شکر کی تعریف بیان کریں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکر کی تعریف یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ وہ مشائخ یہ سن کر بولے کہ واقعی شکر اسی کا نام ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس بغداد تشریف لائے تو آئینہ سازی کی دوکان کھول لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سارا دن دوکان پر پردہ ڈال کر چار سو رکعت نماز نفل روزانہ ادا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد دل اچاٹ ہو گیا تو دوکان کو خیر باد کہہ کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں واقع ایک حجرے میں گوشہ نشین ہو گئے اور تیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رہا کہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ چالیس سال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں نے معراجِ کمال حاصل کر لی ہے۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تیرے گلے میں زنار ڈال دی جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! میرا قصور کیا ہے؟ ندا آئی کہ تیرا وجود ابھی تک باقی ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا کہ جو بندہ وصال کا اہل ثابت نہ ہو سکا اور تمام نیکیاں معصیت ہو گئیں۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب میں اضافہ ہونا شروع ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ و نصیحت شروع کر دی۔ ایک مرتبہ مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ وعظ گوئی میں نے تیس ابدالوں کے بے حد اصرار پر شروع کی ہے اور اس سلسلہ کو شروع کرنے سے پہلے میں نے دو سو بزرگوں کے جوتے سیدھے

کئے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے پیر و مرشد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ محبت کا مفہوم کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بعض حضرات موافقت کو اور بعض اشارات کو محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ کی کھال کو کھینچ کر اوپر اٹھانا چاہا تو وہ اپنی جگہ سے چپکی رہی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ صرف محبت ہی کی وجہ سے میری کھال خشک ہوگئی تو میں اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہوں گا اور یہ فرماتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ بے ہوشی کے دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک دمک رہا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں شیطان کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ میں ایک مسجد کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اچانک دور سے ایک بوڑھا آتا ہوا نظر آیا جب میں نے اس بوڑھے کی شکل دیکھی تو مجھے اس پر شدید نفرت کا غلبہ ہوا۔ جب وہ بوڑھا میرے قریب آیا تو میں نے کہا کہ اے بوڑھے تو کون ہے، تیری شکل کتنی بھیانک ہے اور میری آنکھیں کچھ لمحوں کے لئے بھی تیری شکل دیکھنے کو روادار نہیں ہیں، میرے دل کو تیری شکل دیکھ کر سخت وحشت ہو رہی ہے؟ اس بوڑھے نے کہا کہ وہ ابلیس ہے جسے دیکھنے کی تم تمنا کر رہے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ اے ملعون! تجھے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکے رکھا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی غیر اللہ کو سجدہ کرتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر میں حیران رہ گیا اور مجھے کوئی جواب نہ سوجھا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! اس ملعون سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اگر تو فرمانبردار ہوتا تو حکم عدولی نہ کرتا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ابلیس سے یہ کہا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ تم نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے یہ کہتا ہوا ابلیس

غائب ہو گیا۔

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے دل میں یہ گمان پیدا ہوا کہ وہ کسی درجہ پر پہنچ گیا ہے اس لئے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس خیال سے آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی بزرگی کا رعب جما سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا تو سارا حال منکشف ہو گیا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب لفظوں میں چاہتے ہو یا معنوی چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ دونوں شکلوں میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر لفظوں میں چاہتے ہو تو تم نے اپنا تجربہ کر لیا ہے اور معنوی چاہتے ہو تو میں تجھے اسی وقت ولایت سے معزول کرتا ہوں۔ اسی لمحے اس مرید کا چہرہ کالا ہو گیا اور وہ کہنے لگا کہ یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کی درخواست کی اور فضول باتوں سے تائب ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اسرار کے ولی ہوتے ہیں اور تو ابھی ان کے زخم کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر دم کیا اور اس کی ولایت بحال ہو گئی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرما رہے تھے کہ دورانِ وعظ چالیس افراد بے ہوش ہو گئے اور کچھ دیر بعد ان میں سے اٹھارہ افراد انتقال کر گئے۔

ایک مرتبہ وعظ گوئی کے دوران ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول سنا تو فرمایا کہ اس قول کا مقصد یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہونا چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ تائب ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وعظ گوئی ترک کر دی۔ لوگوں کے اصرار پر بتایا کہ میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا پسند

نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے مراتب کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ میں ایک ٹانگ پر چالیس برس تک اپنے مرشد کے در پر کھڑا رہا تب جا کر مجھے یہ مراتب حاصل ہوئے۔

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہو گئے تو ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وضو کرنا میرے لئے ضروری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا اور عشاء کی نماز ادا فرما کر سو گئے۔ صبح اٹھے تو آشوبِ چشم ختم ہو چکا تھا۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہ کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی۔ اس آتش پرست طبیب نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اتنی جلدی آشوبِ چشم سے صحت یاب ہوتا دیکھ کر حیرانی ظاہر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے وضو کیا اور آشوبِ چشم دور ہو گیا۔ اسی وقت وہ آتش پرست آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات سن کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانچ سو دینار خدمت میں پیش کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تجھے مزید مال کی حاجت ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو یہ پانچ سو دینار واپس لے جا کیونکہ تو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس وجہ سے مجھے اس کی حاجت ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کی تعلیم کس سے حاصل کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اخلاص کی تعلیم ایک حجام سے حاصل کی ہے۔ میں مکہ معظّمہ میں تھا تو اس دوران ایک حجام کسی دولت مند کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنا دے۔ اس نے فوراً

دولت مند کی حجامت چھوڑ کر میری حجامت بنا دی۔ حجامت بنانے کے دوران ایک کاغذ کی پڑیا مجھے دی جس میں کچھ سکے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو استعمال میں لے آئیں چنانچہ میں نے نیت کر لی کہ مجھے جونہی کچھ دستیاب ہو گا میں اس حجام کی نذر کروں گا کچھ عرصہ کے بعد بصرہ سے ایک شخص آیا اور اس نے اشرفیوں کی ایک تھیلی مجھے پیش کی میں اس حجام کے پاس گیا اور اس کو وہ تھیلی دینی چاہی اس حجام نے مجھ سے کہا کہ میں نے تمہاری خدمت میں صرف خدا کے لئے کی تھی اور تم بے حیا بن کر مجھے تھیلی واپس کرنے آئے ہو تمہیں اس کا علم نہیں کہ خدا کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے تین شبانہ روز اپنے گھر میں کھڑے ہو کر شور مچایا۔ لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر حال بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اٹھ کر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ)! اگر تم جانتے ہو کہ اس شور وغل میں کچھ بھلائی ہے تو بتاؤ میں بھی شور وغل مچانا شروع کر دوں اور اگر تم جانتے ہو کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے تو دل کو رضائے الٰہی کے حوالہ کر دو تاکہ تمہارا دل خوش وخرم رہ سکے چنانچہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ شور وغل سے باز آ گئے اور فرمایا کہ ابوالقاسم (رحمۃ اللہ علیہ)! آپ رحمۃ اللہ علیہ کتنے اچھے استاد اور کتنے عمدہ راہنما ہیں۔

ایک دن حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں اس مشکل میں مبتلا ہوں کہ جب اللہ عزوجل ظاہر ہوتا ہے تو میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں تو اس کی ذات گم ہو جاتی ہے یعنی اس کی حضوری میں میری غیبت مضمر ہے اور جب میں کوشش کرتا ہوں تو حکم ہوتا ہے کہ یا تو رہے گا یا میں؟ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی حالت پر قائم رہیں کہ ظاہر و باطن[1] میں

صرف وہی نظر آتا رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گم رہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ حج کی نیت سے روانہ ہوئے تو اپنے ہمراہ ایک رسی اور ڈول لے لیا۔ راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیاس محسوس ہوئی تو اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تا کہ پانی نظر آ سکے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک چشمہ پر ہرن پانی پی رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس چشمے کے نزدیک پہنچے تو چشمے کا پانی نیچے ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو اللہ عزوجل کے حضور عرض کیا باری تعالیٰ! کیا میرا درجہ ان ہرنوں سے بھی کم ہے؟ غیب سے ندا آئی کہ ہرنوں کے پاس چونکہ ڈول اور رسی نہ تھی اس لئے ہم نے پانی کو ان کے نزدیک کر دیا جبکہ تمہارے پاس ڈول اور رسی موجود ہے جس کی وجہ سے ہم نے پانی کو تم سے دور کر دیا۔

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے اس ندا سے عبرت پکڑی اور ڈول اور رسی کو پھینک دیا اور پانی پیئے بغیر آگے کی طرف چل دیئے۔ اس دوران پھر غیب سے ندا آئی کہ ہم نے تو محض تمہارے صبر کا امتحان لیا تھا جاؤ اور اس چشمے سے پانی پی لو چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس چشمے پر واپس پہنچے تو پانی اوپر ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی پیا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پانی کے وضو سے حج ادا کیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ واپسی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات بغداد میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم تھوڑا سا صبر کر لیتے تو وہ پانی تمہارے قدموں میں خود آ جاتا۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں پھر انہی کے فرمان کے مطابق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گوہر نایاب ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیں یا پھر بغیر قیمت کے

عطا کر دیں؟ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں وہ گوہر نایاب فروخت کرنا بھی چاہوں تو تم اسے خرید نہیں سکو گے کیونکہ تمہارے اندر اس کو خریدنے کی قوت نہیں ہے اور اگر مفت دے دوں تو پھر تم اس کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھ سکو گے کیونکہ بلامحنت کے حاصل کردہ شے کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ اگر تم یہ گوہر نایاب حاصل کرنا چاہتے ہو تو بحر توحید میں غرق ہو جاؤ پھر اللہ عزوجل تمہارے اوپر صبر و انتظار کے دروازے کشادہ کر دے گا اور جب تم دونوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو وہ گوہر نایاب تمہارے ہاتھ لگ جائے گا۔

جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں سے کہا کہ مجھے وضو کروا دو چنانچہ دورانِ وضو انگلیوں کے درمیان خلال کرنا بھول گئے۔ مریدوں نے یاد دلایا تو خلال کر لیا۔ اس کے بعد سجدہ ریز ہو گئے اور گریہ و زاری شروع کر دی۔ لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر زاہد ہو کر روتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت مجھ سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے۔ پھر تلاوتِ کلام پاک میں مصروف ہو گئے اور اسی حالت میں روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔

اقوال وارشادات:

☆ علماء کرام کا تمام علم صرف دو باتوں پر محدود ہے اول عقیدے کی درستگی اور دوم خدمت میں صرف حق کا لحاظ رکھنا۔

☆ خلق چار چیزوں میں پایا جاتا ہے اول سخاوت، دوم الفت، سوم نصیحت اور چہارم شفقت۔

☆ جو حافظ قرآن اور حدیث کا پورا عالم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔

☆ مجھے فصیح و بلیغ جھوٹے سے بدکار سچے کی محبت زیادہ پسند ہے۔

☆ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ پر چلتا ہے وہ منزلِ مقصود کو پالیتا ہے کیونکہ

باقی تمام راستے آگے جا کر بند ہو جاتے ہیں۔

☆ محبت خدا کی امانت ہے جو محبت کسی عوض پر ہو وہ ضائع ہو جاتی ہے صرف وہی محبت پائیدار ہے جو خدا کی خاطر ہو۔

☆ جب وقت گزر جائے تو ہرگز واپس نہیں آتا اس لئے وقت سے زیادہ قیمتی شے اور کوئی نہیں۔

☆ توبہ کے تین معانی ہیں اول ندامت' دوم ترک دنیا کا عزم اور سوم ظلم و ناحق ستانے سے باز رہنا۔

☆ جو اللہ رب العزت کی محبت کا مدعی ہو کر آرام طلبی میں مبتلا ہے وہ جھوٹا اور کاذب ہے۔

☆ خوش حال وہ ہے جسے زندگی میں ایک دفعہ ہی حضوری اللہ عزوجل کا شرف حاصل ہو جائے۔

☆ اللہ عزوجل بندہ سے شناخت عبودیت اور شناخت ربوبیت جیسے دو علموں کا طالب ہے اس کے علاوہ ہر شے حظِ نفس ہے۔

☆ کتاب وسنت کی پیروی نہ کرنے والوں کی تقلید ہرگز نہ کرو۔

☆ جو کتاب وسنت کی روشنی میں علم نہیں پاتا وہ بدعت کی تاریکی یا شبہات کے غار میں گرتا ہے۔

☆ جو اللہ عزوجل کو نہیں پہچانتا وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔

☆ مرید کا مکر سے بے خوف ہونا گناہ کبیرہ اور واصل کا بے خوف ہونا کفر ہے۔

☆ بخل صوفی کے لئے تباہی اور سب سے بڑی برائی ہے۔

☆ صفات محبت کی صفات محبوب ہو جائے تو محبت ہے۔

☆ بندہ وہ ہے جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو جائے۔

☆ مومن کا دل ایک ساعت میں ستر درجے طے کرتا ہے جبکہ منافق کا دل ستر سال میں ایک درجہ بھی طے نہیں کر پاتا۔

☆ مومن کی عزت کرنا اللہ عزوجل کی رضامندی حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

☆ جس کو اللہ عزوجل کی عبادت میں انس نہ ہوگا اس کو ہر جگہ وحشت رہے گی۔

☆ جو شخص پرہیزگاری کا پابند ہوگا اس کے لئے دنیا سے رخصت ہونا نہایت ہی آسان ہوگا۔

☆ جو شخص اللہ عزوجل سے لو لگائے گا اللہ عزوجل اس کے تمام اعضاء کو گناہوں سے مامون کر دے گا۔

☆ صوفی وہ ہے جو زمین کے مانند ہو کر دنیا بھر کی غلاظت اس پر ڈالی جاتی ہے مگر اس کے اندر سے سرسبز فصل پھوٹتی ہے۔

☆ صوفی وہ ہے جس کا دل مانند حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا کی دوستی سے سلامت اور فرمانِ الٰہی کو ماننے والا ہو۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

ہم بھٹک جائیں تو پائیں منزل جذب وسلوک
وادیٔ الفت میں دیکھیں گر خرامِ گنج بخش

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ شریعت میں فقہ حنفی کے پیروکار تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر اپنی تصنیف ''کشف المحجوب'' میں بے شمار مقامات پر کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت عقیدت و احترام سے کیا ہے اور ان کی شان کے مطابق القابات سے یاد کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری علوم کے علاوہ روحانی علوم کا منبع بھی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بے شمار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اور مشائخین کے استاد و روحانی پیشوا تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام طریقت، امام الائمہ، مقتدائے اہل سنت، عز علماء و شرف فقہاء جیسے القابات سے یاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض پانے والوں میں حضرت ابراہیم بن ادہم، حضرت داؤد طائی، حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم جیسی نابغہ روزگار ہستیاں بھی شامل ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے سرہانے سو رہا تھا کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی

کریم ﷺ حرم میں باب شیبہ سے داخل ہو رہے ہیں اور آپ ﷺ کی آغوش میں کوئی بزرگ بچوں کی مانند ہیں۔ میں نے حیرانگی کا اظہار کیا اور ان کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور اہل دیار کے امام ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' ہیں۔ اس خواب کے بعد مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بظاہر پردہ فرما چکے ہیں مگر ان کے فقہی مسائل باقی اور قائم ہیں۔

عشق تسلیم و رضا کے ماسوا کچھ بھی نہیں
وہ وفا سے خوش نہ ہوں تو پھر وفا کچھ بھی نہیں

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام طریقت، امام الائمہ، مقتدائے اہل سنت، شرفِ فقہاء، عز علماء، امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کا نام ''نعمان'' اور والد کا نام ''ثابت'' ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کنیت ''ابوحنیفہ'' سے مشہور ہوئے۔ آپ علم شریعت کے درخشاں ستارے بن کر ابھرے اور دقیق سے دقیق مسائل وعلوم کے مطالب و معانی کو لوگوں پر واضح کر کے ان کی ہدایت کا سرچشمہ بنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وجلالت کے یہ لئے دلیل کافی ہے کہ غیر مسلم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف اور احترام کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت ابراہیم بن ادہم اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم جیسی نابغہ روزگار ہستیاں شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم کے علاوہ روحانی علوم سے بھی بہرہ ور تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کتب سیر میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند عورتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اگر ایک مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت حاصل ہے تو پھر ایک عورت کو کم از کم دو مرد رکھنے کی اجازت حاصل ہونی چاہئے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا سوال سننے کے بعد فرمایا کہ تم کل آنا تمہارے سوال کا جواب تمہیں مل جائے گا۔ ان عورتوں کو روانہ کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ شش و پنج میں گھر تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی جن کا نام ''حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہا)'' تھا انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے

اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان عورتوں کا سوال دہرا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ والد بزرگوار! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ہمراہ میرے نام کو بھی شہرت دینے کا وعدہ کریں تو میں ان عورتوں کے سوال کا جواب دے سکتی ہوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کر لیا چنانچہ اگلے روز جب وہ عورتیں حاضر خدمت ہوئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کو بلایا اور ان عورتوں سے فرمایا کہ میری بیٹی تمہارے سوال کا جواب دے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے ان عورتوں کو ایک ایک پیالہ دیا اور کہا کہ اس پیالے میں اپنا اپنا دودھ ڈالیں۔ ان عورتوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت حنیفہ رحمۃ اللہ علیہا نے ان تمام عورتوں کے دودھ کو ایک بڑے پیالے میں ڈال دیا اور پھر ان سے کہا کہ اس میں سے اپنا اپنا دودھ علیحدہ کرو۔ ان عورتوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ جب تمہارے شوہروں کی شرکت میں تمہاری اولاد ہوگی تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگا کہ تم بتا سکو کہ یہ اولاد کس شوہر کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا یہ جواب سن کر وہ عورتیں حیران رہ گئیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی صاحبزادی کے جواب سے بے حد متاثر ہوئے اور حسب وعدہ اپنی کنیت ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) رکھ لی۔ آہستہ آہستہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھولتے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مشہور ہو گئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ شب تین سو نوافل ادا فرماتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ یہ شخص روزانہ رات کو پانچ سو نوافل ادا کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ سرگوشی سن لی اور عہد کر لیا کہ اب میں روزانہ شب پانچ سو نوافل ادا کیا کروں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت بنا لی کہ روزانہ رات کو پانچ سو نوافل ادا فرمانے لگے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو

دوسرے شخص کے ساتھ سرگوشی کرتے سنا جو کہہ رہا تھا کہ یہ شخص رات بھر میں ہزار نوافل ادا کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سننے کے بعد اپنا یہ معمول بنالیا کہ روزانہ رات کو ہزار نوافل ادا کرنے لگے۔ پھر کچھ عرصہ گزرا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ شاگرد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عبادت کرتے ہیں اور نوافل ادا کرتے ہیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دن کے بعد ساری رات جاگنا اپنا معمول بنالیا اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر کبھی نہ سوئے۔ دن کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول طلباء کو درس دیتے اور لوگوں کو فقہی مسائل بیان کرتے جبکہ عشاء کی نماز سے فجر کی نماز ادا کرتے اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہتے یہاں تک کہ طویل سجدوں کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنوں میں اونٹ کے گھٹنوں کی طرح گھٹے پڑ گئے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک رات عبادت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ لگ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استخوانِ مبارک کو جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض کے مقابلے میں انتخاب کر رہے ہیں۔ اس خواب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پریشان کر دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی حفاظت میں بلند درجے پر فائز ہوں گے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح و سقیم کو جدا کریں گے۔ کچھ دنوں بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہیں میری سنت کو زندہ کرنے کے لئے
پیدا کیا گیا ہے تم گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو میں نے اس رات ان کو خواب میں دیکھا میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور تمام لوگ حساب کتاب کے لئے کھڑے ہیں۔ اس دوران میری نظر حضور نبی کریم ﷺ پر پڑی۔ آپ ﷺ حوضِ کوثر کے کنارے کھڑے تھے اور آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں بہت سے بزرگ موجود تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ جن کے بال سفید ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر اپنا رخسار رکھے ہوئے اور ان کے برابر میں حضرت نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ میں نے حاضرین مجلس کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس دوران نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر میرے پاس آئے میں نے ان سے فرمایا کہ مجھے حوضِ کوثر سے پانی عنایت فرمائیں۔ حضرت نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتے۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے ان کو فرمایا کہ دے دو چنانچہ حضرت نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حوضِ کوثر سے پانی عطا فرمایا جو میں نے پی لیا۔ اس دوران میں نے حضرت نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ سے ان نورانی بزرگ کے بارے میں دریافت کیا جو حضور نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب موجود تھے۔ حضرت نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بائیں طرف موجود ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس طرح میں ان سے دیگر بزرگوں کے بارے میں پوچھتا گیا اور وہ مجھے نام بتاتے گئے یہاں تک کہ میں نے سترہ بزرگوں کے بارے میں جان لیا۔ اس دوران میری آنکھ کھل گئی تو میرے ہاتھ کی انگلیاں سترہ عدد پر پہنچ چکی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بازار جا رہے تھے کہ گندگی کے کچھ ذرات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑوں پر لگ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریا کے کنارے جا کر خوب اچھی طرح کپڑے دھونا شروع کر دیئے۔ جب لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ گندگی کے کچھ ذرات کپڑے کو نجس نہیں کرتے انہیں ویسے ہی صاف کر لیا کرو تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ خود کیوں کپڑے دھو رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ہے۔

اقوال وارشادات:

☆ جب اذان کی آواز سنو تو فوراً نماز کے لئے تیار ہو جاؤ اور نماز اول وقت میں ادا کیا کرو۔

☆ اہل بدعت سے ہمیشہ بچے رہو اور کبھی ان کی مجلس میں شرکت نہ کرو۔

☆ ہمسایہ کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ اور انہیں تنگ نہ کیا کرو۔

☆ دنیا سے قطع تعلقی یہ ہے کہ آدمی دنیا سے اپنی ضرورت کی چیزیں لے لے اور غیر ضروری چیزوں کو چھوڑ دے۔

☆ علم بغیر عمل ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح۔

☆ حصولِ علم کے لئے دلجمعی درکار ہوتی ہے۔

☆ بے غرض ہو جاؤ سب سے امیر ہو جاؤ گے۔

☆ جب تک کوئی شخص تمہیں سامنے سے آواز نہ دے تو اس کو جواب نہ دو کیونکہ پیچھے سے آواز دینا جانوروں کے لئے مخصوص ہے۔

☆ ہر نماز کے بعد کچھ وظیفہ کیا کرو اور تلاوت قرآن بھی قضا نہ کرو۔

☆ جس عہدہ اور خدمت کی تم میں قابلیت نہ ہو اسے ہرگز قبول نہ کرو۔

ازدواجی زندگی

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی کے متعلق کتب سیر اور محققین کی آراء میں تضاد پایا جاتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

''گیارہ برس تک اللہ عزوجل نے مجھے نکاح کی آفت سے محفوظ رکھا پھر میری تقدیر نے مجھے اس فتنہ میں مبتلا کر دیا اور میرا ظاہر و باطن اس پری صفت کا بن دیکھے اسیر ہو گیا۔ پھر ایک سال میں اس میں مبتلا رہا اور قریب تھا کہ میرا دین برباد ہوتا اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے مجھے اس سے نجات عطا فرمائی۔''

محمد دین فوق اپنی تصنیف ''سوانح حیات حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ'' میں لکھتے ہیں کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی شادی کا ذکر نہیں ملتا کہ کب ہوئی اور کہاں ہوئی اُن کے فرمان سے اشارہ ان کی دوسری شادی کی جانب ہوتا ہے کہ گیارہ سال اللہ عزوجل نے انہیں نکاح کی آفت سے محفوظ رکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا نکاح بچپن میں ہو گیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ اللہ عزوجل نجات عطا فرمائی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بیوی کا انتقال ایک سال بعد ہو گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت

نیاز و ناز کی باتیں ہوئیں کیا کیا نہ خلوت میں
دوئی کا درمیاں میں تھا نہ پردہ یارسول اللہ ﷺ
تمنا جس کو ہو چومے وہ جا کر سنگ اسود کو
ملے مجھ کو ترے قدموں کا بوسہ یارسول اللہ ﷺ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے حواس کو قابو میں رکھو کہ یہ مجاہدہ ہے اور تمام علوم کا حصول ان پانچ دروازوں سے ہوتا ہے۔ اول دیکھنے سے، دوم سونگھنے سے، سوم چکھنے سے، چہارم سننے سے اور پنجم چھونے سے۔ یہ تمام حواس علم وعقل کے سالارِ اعلیٰ ہیں۔ اول چار کے لئے تو مخصوص مقامات ہیں اور پانچوں جسم کے تمام حصوں پر پھیلا ہوا ہے۔ آنکھ سے انسان دیکھتا ہے، ناک سے سونگھتا ہے، زبان سے چکھتا ہے اور کان سے سنتا ہے اور چھونے کے لئے کسی جسمانی اعضاء کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا ادراک انسان کے ہر عضو کو ہوسکتا ہے۔

مرشد پاک کا لاہور جانے کا حکم

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ معرفت کے لئے جو ریاضت و عبادت اور سفر کیا اور جو تکالیف برداشت کیں ان کی تکمیل کا وقت آن پہنچا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ ان کا یہ ہردلعزیز مرید کامل ہو چکا ہے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ علی (رحمۃ اللہ علیہ) تم لاہور چلے جاؤ تاکہ لوگ تمہاری ذات سے فیوض و برکات حاصل کریں، وہاں کے لوگوں کو تمہاری اشد ضرورت ہے اور سرزمین ہندوستان تمہارے علم و فضل اور فقر و تصوف سے روشن ہونے والی ہے اور تمہارا فیض وہاں سے جاری ہوگا۔

لاہور از فیض قدومت رشک بستانِ ارم
میرسد برطوفِ کویت ہندی و رومی عجم

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے قبل حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور مرید حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! میرے پیر بھائی حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں موجود ہیں اور وہ قطب الاقطاب ہیں پھر وہاں میری موجودگی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں چوں چرا کرنے کی ضرورت نہیں اور تم بلاتوقف عازمِ لاہور ہو جاؤ۔

لاہور کی سیاسی و معاشرتی حالت

۳۶۷ھ سے قبل پنجاب، دہلی اور دیگر علاقوں میں ہندوؤں کی حکومت تھی اور ان دنوں لاہور پر راجہ جے پال کی حکومت تھی۔ ۳۶۷ھ میں سلطان سبکتگین نے اپنے لشکر کے ہمراہ لاہور پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں لاہور سے ملتان تک کا تمام علاقہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔ سلطان سبکتگین نے راجہ جے پال کے ساتھ خراج کی ادائیگی کے بعد اسی کو دوبارہ حاکم مقرر کیا۔ سلطان سبکتگین کے جانے کے بعد ہندو برہمنوں نے راجہ جے پال کو آئندہ خراج کی ادائیگی سے منع کر دیا چنانچہ جب نواب خیر اللہ خان کو سلطان سبکتگین نے خراج کے لئے بھیجا تو راجہ جے پال اور اس کے درباریوں نے نواب خیر اللہ خاں کی بے عزتی کی اور انہیں رسوا کر کے محل سے نکال دیا۔ سلطان سبکتگین کو جب اطلاع ملی تو ایک لشکر کثیر کے ساتھ دوبارہ حملہ آور ہوا اور اس نے راجہ جے پال کو ایک مرتبہ پھر شکست فاش سے دوچار کیا اور اس کی معذرت اور دوبارہ خراج کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ تیسری مرتبہ سلطان سبکتگین کے بیٹے سلطان محمود غزنوی نے ۳۹۱ھ میں لاہور پر حملہ کیا اور ایک مرتبہ پھر راجہ جے پال کو اس کی بدعہدی کے بعد شکست فاش سے دوچار کیا۔ راجہ جے پال تیسری مرتبہ پھر اپنی شکست کو بھلا نہ سکا اور اس نے حکومت اپنے بیٹے انند پال کو دے کر آگ لگا کر خودسوزی کر لی۔

اس تمام عرصہ میں دین اسلام کی تعلیمات ان علاقوں میں پھیلنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس دوران ملتان کا حاکم ابوالفتح داؤد جو قرمطی مذہب کا پیروکار تھے اس نے دین

اسلام کی اشاعت میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی۔ سلطان محمود غزنوی نے لاہور کے راستہ ملتان پر حملہ کرنا چاہا تو راجہ انند پال نے سلطان محمود غزنوی کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالنا چاہیں پھر جب سلطان محمود غزنوی نے اسے سبق سکھانے کا ارادہ کیا تو وہ کشمیر کی جانب بھاگ نکلا۔ بعدازاں سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو دوبارہ فتح کیا۔ دین اسلام کی تبلیغ ایک مرتبہ پھر زور و شور سے جاری ہوگئی اور مساجد کی تعمیر بھی ہونے لگی۔ الغرض سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان میں جتنے بھی حملے کئے اور جن مقامات کو بھی فتح کیا انہیں لاہور کے راستہ سے ہی کیا۔

سلطان محمود غزنوی کے معتمد خاص حضرت احمد ایاز رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی لاہور میں واقع ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور آمد

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کا حکم ملنے کے بعد پہلے اپنے آبائی وطن غزنی تشریف لائے اور اس زمانہ میں غزنی سے لاہور کا سفر انتہائی دشوار تھا۔ پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں حضرت ابوسعید غزنوی اور حضرت احمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہم کے ہمراہ اس دشوار گزار سفر پر روانہ ہوئے اور منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے، راستہ کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے، فاقہ کرتے ہوئے ۴۳۱ھ کو لاہور میں وارد ہوئے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور وارد ہوئے تو شام ہو چکی تھی اور شہر کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہر سے باہر ایک ٹیلے پر قیام کیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ علی الصبح اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ کو آتے دیکھا۔ لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ قطب الاقطاب حضرت سیّد میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سنا تو مرشد پاک کے فرمان کی حقیقت واضح ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں اس جگہ مدفون کیا جہاں آج ان کا مزار مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے اور وہ علاقہ ''چاہ میراں'' کے نام سے مشہور ہے۔

لاہور میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک اور بزرگ حضرت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے حضرت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''حضرت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نیک سیرت بزرگ تھے انہوں نے اٹھہتر (۷۸) برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ میں ان کے آخری ایام میں ان سے ملا اس وقت ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ میری جان! دعا کرو کہ میرا انجام بخیر ہو۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور میں باقاعدہ قیام اسی جگہ پر ہوا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کی اور رشد و ہدایت کا ایک ایسا سمندر موجزن ہوا جو آج قریباً ایک ہزار برس گزرنے کے بعد بھی جاری و ساری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک ہزاروں تشنگانِ راہِ ہدایت کی پیاس بجھاتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام جاری و ساری ہے جس میں ہزار برس گزرنے کے بعد بھی کمی واقع نہ ہوئی۔

رائے راجو کا مسلمان ہونا

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور وارد ہوئے اس وقت لاہور کا گورنر رائے راجو نامی ایک ہندو تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے حجرہ کے باہر کھڑے تھے کہ ایک عورت گزری جس کے سر پر دودھ سے بھرا مٹکا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا کہ تم دودھ مجھے فروخت کر دو۔ اس عورت نے کہا کہ میں دودھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں دے سکتی کہ یہ دودھ رائے راجو کا ہے اور ہم اس کو دودھ دیتی ہیں اگر اسے دودھ نہ دیں تو ہمارے جانور خون دینا شروع ہو جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم یہ دودھ مجھے دے دو پھر اللہ عزوجل کی قدرت دیکھو کہ تمہارے جانور بفضلہٖ تعالیٰ کتنا دودھ دیتے ہیں؟ اس عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دودھ دے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دودھ میں سے تھوڑا تو پی لیا باقی دودھ دریا میں پھینک دیا۔ وہ عورت گھر لوٹ گئی اور شام کو جب اس نے جانوروں کا دودھ دوہا تو جانوروں نے اس قدر دودھ دیا کہ گھر کے تمام برتن بھر گئے اور دودھ ختم ہونے کا نام نہ لے رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں یہ خبر شہر بھر میں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق اس عورت کے گھر جمع ہونے لگے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا شہرہ کچھ ہی دنوں میں شہر اور گردونواح کے تمام علاقوں میں ہو گیا اور لوگ اپنے جانوروں کا دودھ لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑا سا دودھ پی کر باقی دودھ دریا میں بہا دیتے تھے۔ اس دوران رائے راجو کے پاس دودھ لے جانے والا کوئی بھی نہیں رہا۔ اسے جب تمام

صورتحال کا علم ہوا تو وہ پریشان ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کمال دیکھنے آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں کوئی جادوگر نہیں ہوں جو شعبدے دکھاؤں میں تو اللہ عزوجل کا ایک عاجز بندہ ہوں اگر تم میں کوئی کمال ہے تو تم دکھاؤ۔ رائے راجو چونکہ جوگی تھا اور اس نے بڑی ریاضت کی تھی اس لئے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنا شعبدہ دکھاتے ہوئے ہوا میں اڑنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعلین کو اس کی جانب اچھال دیا۔ نعلین اس کے سر پر پڑنے لگیں اور اسے زمین پر پٹخ دیا۔

رائے راجو نے جب حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھی تو پاؤں میں گر پڑا اور معافی مانگ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کلمہ پڑھایا اور اس کا نام ''شیخ ہندی'' رکھا۔

شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر مجاور چلی آ رہی ہے۔

تحقیقات چشتی میں منقول ہے کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے والا پہلا شخص رائے راجو تھا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''شیخ ہندی'' کا نام دیا اور اسی کی اولاد حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی سجادہ نشین چلی آ رہی ہے۔

مسجد کی تعمیر اور لوگوں کا اعتراض

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور آنے کے بعد جس جگہ قیام کیا وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزدوروں کے ہمراہ دن رات قیام کیا اور یہ مسجد اپنے خرچ پر بنوائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے قبل اگرچہ دین اسلام کی تبلیغ لاہور میں شروع ہو چکی تھی اور مساجد بھی تعمیر ہو چکی تھیں مگر یہ پہلی مسجد تھی جو کسی کامل ولی نے تعمیر کروائی۔

شہزادہ دارالشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد تعمیر کی تو مسجد کا رخ جنوب کی جانب معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت کے علمائے لاہور نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی قبلہ سمت ہونے پر اعتراض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اعتراض کا فی الوقت کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر جب مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء کو مدعو کیا اور جب نماز کا وقت ہوا تو خود نماز پڑھائی۔ نماز پڑھانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جن حضرات کو مسجد کے قبلہ رخ نہ ہونے پر اعتراض ہے وہ نظر اٹھا کر دیکھیں کہ قبلہ کس سمت میں ہے؟ چنانچہ جب تمام علماء نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو انہوں نے قبلہ کو اپنے سامنے اسی رخ پر پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کو دیکھ کر تمام معترضین جنہیں قبلہ کی سمت پر اعتراض تھا خاموش ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت طلب کی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز اس مسجد سے ہی کیا اور باقاعدہ درس دینا شروع کیا۔ طلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ

رحمۃ اللہ علیہ انہیں قرآن مجید کا درس دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد سے ملحقہ ایک حجرہ بھی تعمیر کیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اقامت اختیار کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نماز کی جگہ آج بھی موجود ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں امامت فرمایا کرتے تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کو کچھ عرصہ بعد ترک کر دیا اور اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ میں نے درس و تدریس کا سلسلہ اس لئے ترک کیا کہ مجھے اس میں حکومت کی بُو محسوس ہوئی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شبانہ روز محنتوں اور کوششوں سے دین اسلام کی روشنی جلد ہی سارے خطے میں پھیلنے لگی اور لاہور اور اس کے گرد و نواح کے ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت رفتہ رفتہ دور دراز علاقوں میں بھی پھیلنے لگی اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا باعث شرف سمجھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مبلغین کی ایک بڑی جماعت بھی تیار کی جسے ہندوستان کے دیگر علاقوں کی جانب روانہ کیا جنہوں نے تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیا۔

تقدیرِ الٰہی کے آگے کسی کو دم مارنے کی اجازت نہیں

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے لاہور میں قیام کا ایک واقعہ کشف الاسرار میں بیان کرتے ہیں کہ لاہور میں ایک سوداگر کریم اللہ تھا جس کے پاس مال و دولت کی فراوانی تھی۔ کریم اللہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے امام بخش رکھا۔ کریم اللہ کو بیٹے کی پیدائش کی بڑی خوشی تھی مگر اس کی یہ خوشی اس وقت غارت ہوئی جب اسے علم ہوا کہ اس کے مالِ تجارت کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس کا ایک اور قافلہ لوٹ لیا گیا۔ اس نے بیٹے کی پرورش یونہی ناز و نعم سے جاری رکھی۔ جب وہ لڑکا مکتب میں داخل ہوا تو اس نے استاد کی داڑھی کھینچی۔ پھر وہ لڑکا آوارہ ہو گیا اور گھر کی چیزیں بیچنے لگا۔ کریم اللہ کی بیوی نے گھر کی چکی بیچ ڈالی اور اپنے خاوند سے منہ موڑ لیا۔ پھر کچھ ہی دنوں میں کریم اللہ اس کی بیوی اور بیٹا تینوں یکے بعد دیگرے مر گئے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ تقدیرِ الٰہی کے آگے کسی کو دم مارنے کی اجازت نہیں، وہ مالک ہے اور ہم بندے ہیں۔

۞......۞......۞

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات

سو شمعیں جلائیں گے اگر ایک بجھے گی
فانوسِ وفا آج بھی مدہم تو نہیں ہے

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین اور راہبر کامل ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے اور طالبانِ راہِ حق کی رہنمائی کے لئے کئی کتب تصنیف کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتب میں اپنی سیر وسیاحت کے زمانہ میں ملنے والے تجربہ کی روشنی میں اور بے شمار علمائے دین اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت سے فیضیاب ہونے اور ان سے سنے گئے کلام کی روشنی میں یہ کتب تصنیف کیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف علم وعرفان اور شرعی وفقہی مسائل کا ایک سمندر ہیں۔حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی جن تصانیف کا ذکر کتب سیر میں ملتا ہے وہ ذیل ہیں۔

۱۔ دیوان حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ منہاج الدین
۳۔ البیان لاہل العیان
۴۔ نحو القلب
۵۔ الرعایت بحقوق اللہ
۶۔ اسرار الخرق والمؤنیات
۷۔ الایمان

۸۔ شرح کلام منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ کشف الاسرار

۱۰۔ کشف المحجوب

ذیل میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ماسوائے کشف المحجوب کے دیگر کے متعلق مختصراً بیان کیا جا رہا ہے۔ کشف المحجوب کے متعلق ہم باقاعدہ الگ باب کے تحت ذکر فرمائیں گے۔

۱۔ دیوان حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیوان کے متعلق ''کشف المحجوب'' میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک شخص اسے پڑھنے کے بہانے سے لے گیا اور پھر اس نے مجھے واپس نہ کیا۔ اس بدبخت نے جہاں جہاں میرا نام تھا وہاں اپنا نام لکھ دیا اور میری ساری محنت ضائع کر دی۔

۲۔ منہاج الدین:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف کو بھی کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے بہانے لے گیا اور اس کا حشر بھی وہی ہوا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کا ہوا تھا۔ وہ شخص اس میں سے لوگوں کو جب پڑھ کر سناتا تو لوگ اس پر ہنستے تھے کہ وہ ان باتوں کو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سن چکے تھے۔ بہرحال آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا بے حد دکھ تھا کہ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف چرائی اور اس پر اپنا نام لکھ دیا۔

۳۔ البیان لاہل العیان:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا ذکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ''کشف المحجوب'' میں کیا ہے اور یہ کتاب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناپید ہو چکی ہے۔ اس کتاب

میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کی ناپائیداری کو موضوع بنایا ہے۔

۴۔نحو القلب:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف المحجوب" میں سکر اور صحو پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر کوئی اس سے زیادہ جاننے کا خواہش مند ہے تو وہ میری کتاب "نحو القلب" سے رجوع کرے۔ یہ کتاب بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناپید ہو چکی ہے۔

۵۔الرعایت بحقوق اللہ:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں اللہ عزوجل کے وہ حقوق بیان کئے ہیں جو انسان ہوتے ہوئے ہم پر لازم ہیں اور اس کتاب میں وحدانیت اور توحید پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناپید ہو گئی ہے۔

۶۔اسرار الخرق والمؤنیات:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیف کا ذکر بھی "کشف المحجوب" میں فرمایا ہے اور اس میں پیر کے آداب و فضائل اور مرید کے لئے لازم حقوق پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس تصنیف کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کا ایک ہی نسخہ تھا جو "مرو" میں رہ گیا۔

۷۔الایمان:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناپید ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان کی صفات اور اعتقاد جیسے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

۸۔شرح کلام منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ:

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی

شرح بیان کی ہے اور اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح لکھی ہے جس میں دلائل کے ذریعے ان کے کلام کی بلندی اور عمدگی کو ثابت کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناپید ہو چکی ہے۔

۹۔ کشف الاسرار:

یہ تصوف و معرفت پر ایک چھوٹا رسالہ ہے جس کا ایک ایک نکتہ کئی کئی صفحات کا محتاج ہے۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب لاہور میں لکھی تھی۔

زندگی اِک لق و دق صحرا میں تھی گرمِ سفر
راستے میں اِک نخل سایہ دار آ ہی گیا
آسماں کو تک رہی تھی دیر سے پیاسی زمیں
بارشِ رحمت لئے ابر بہار آ ہی گیا

کشف المحجوب

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''کشف المحجوب'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں لکھی ہے اور یہ کتاب آج تک حادثاتِ زمانہ سے محفوظ ہے۔ اس کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور یہ کتاب تصوف کی دیگر کتب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مستند تسلیم کی جاتی ہے۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنے رفیق حضرت ابوسعید غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوالات کے جواب میں تحریر کی۔ اس کتاب میں تصوف و معرفت کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب کے متعلق فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو یہ کتاب اس کی پیر ہے وہ اس کا مطالعہ کرے اسے پیر مل جائے گا۔

کشف المحجوب میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار و رموز کے جن نکات کو بیان کیا ہے اسے اپنے مکاشفہ یا تجربہ قرار نہیں دیا بلکہ قرآن واحادیث کے ذریعے ان نکات کو بیان کیا ہے۔ کشف المحجوب کی قبولیت اور آج تک تصوف کی سب سے بڑی کتاب ہونے کی وجہ یہی ہے کہ یہ کتاب قرآن واحادیث سے اخذ کردہ ہے اور اس میں کسی ایک نظریئے کو فروغ نہیں دیا گیا۔

کشف المحجوب کا انگریزی زبان میں ترجمہ پروفیسر نکلسن نے کیا جس نے

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری پر بھی بڑی تحقیق کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کے دیگر تراجم کے لئے راہنمائی فراہم کی۔

کشف المحجوب کا روسی زبان میں ترجمہ پروفیسر ژوکوفی نے کیا اور اس ترجمہ کو بھی مستند حیثیت حاصل ہے۔

کشف المحجوب کا آغاز حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں نے لکھا ہے کہ کتاب شروع کرنے سے قبل میں نے استخارہ کیا اور جب اذنِ الٰہی مل گیا تو پھر اس کتاب کو لکھنے کی ابتداء کی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کا نام ''کشف المحجوب'' رکھنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس نام سے پڑھنے والے کو کتاب میں موجود مضامین کی جانب اشارہ ہو جائے اور جب اہل علم و اہل بصیرت اس کا نام سنیں تو سمجھ جائیں کہ یہ کتاب کس موضوع پر ہے اور اس میں کون کون سے مضامین شامل ہیں۔

علم کی فرضیت اور اس کی اہمیت

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف المحجوب'' میں علم کی فرضیت اور اس کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کی فرضیت اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی اور احادیث کا حوالہ دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے اس فرمان کو نقل کرتے ہیں جس میں اللہ عزوجل نے علماء کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''بے شک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی ہیں جو اس کا خوف رکھتے ہیں۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مسلمان مردوں وعورتوں پر تحصیل علم کو فرض قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ان فرمودات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ علم کی کوئی حد نہیں ہے اور ہماری زندگی اس کے مقابلہ میں انتہائی مختصر ہے۔ ہر شخص پر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں جیسے علم نجوم، علم حساب وغیرہ اور علوم کی بابت اتنا سیکھنا ضروری ہے جس سے ہمیں شریعت کے احکامات کے متعلق بخوبی علم ہو سکے مثلاً علم نجوم سے دن ورات کے اوقات جن سے نماز و روزہ کی ادائیگی درست وقت پر ہو سکے اور اسی طرح علم حساب جس سے وراثت کے قوانین کی سمجھ آ سکے الغرض عمل کے لئے جس قدر علم کی

ضرورت ہوتی ہے اس کا حاصل کرنا فرض ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر اللہ عزوجل کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس میں اللہ عزوجل نے بے نفع علم حاصل کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔

''وہ ان باتوں کو سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائیں اور انہیں کوئی نفع نہیں پہنچتا۔''

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ پہنچائے۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو علم کے ساتھ عمل بھی بہت ضروری ہے اور تھوڑے علم کے لئے زیادہ عمل درکار ہے اور دونوں باہم لازم وملزوم ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ علم کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم کی دو اقسام ہیں۔ اول اللہ عزوجل کا علم جو ہر شے پر حاوی ہے اور دوم مخلوق کا علم جو محدود ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ احکامِ الٰہی اور معرفت ربانی کے علم کے حصول کی کوشش کرے۔ ظاہر شریعت باطن کے بغیر ناقص و نامکمل ہے اور باطن بغیر ظاہر کے ہوس ہے۔ علم حقیقت یعنی باطنی علم کے تین رکن ہیں۔ اول ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے غیر کی نفی کا علم، دوم صفات باری تعالیٰ اور اس کے احکام کا علم اور سوم افعال باری تعالیٰ یعنی تقدیر الٰہی اور اس کی حکمت کا علم۔ اسی طرح علم شریعت کے بھی تین رکن ہیں۔ اول قرآن مجید، دوم اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سنت اور سوم اجماعِ امت۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے علم کی فرضیت اور اس کی اہمیت میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل

کرتے ہیں جس میں وہ حصولِ علم کو سب سے زیادہ مشکل امر قرار دیتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے عرصہ تیس سال مجاہدہ کیا اور مجھے علم اور اس کی پیروی سے زیادہ مشکل امر کوئی اور دکھائی نہیں دیا۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوعلی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

''جہالت اور تاریکی کے مقابلے میں علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔''

اور حضرت ابووراق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

''جس نے صرف علم کلام پر اکتفا کیا اور زہد نہ کیا وہ زندیق ہے اور جس نے علم فقہ پر قناعت کیا اور تقویٰ اختیار نہ کیا وہ فاسق ہے۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صرف توحید کی عبارتوں کا علم حاصل کیا اور زہد نہ کیا وہ زندیق ہے اور جس نے بغیر پرہیزگاری کے علم فقہ وعلم شریعت کو اختیار کیا وہ فاسق ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پڑھ پڑھ علم کتاباں والا سارے عالم ہو گئے ھو
عشق کا مطلب جانیں ناہیں لوگ بڑے بے چارے ھو

❁......❁......❁

تصوف اور اس کی اقسام

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کا آغاز ذیل کے فرمانِ الٰہی سے کیا ہے:

''رحمٰن کے بندے وہی ہیں جو زمین پر عجز و انکساری سے چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں پکارتے ہیں تو وہ سلام کرتے ہیں۔''

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے:

''جو صوفیاء کی آواز سنے اور ان کی دعا پر آمین نہ کہے وہ اللہ کے نزدیک غافلوں میں شمار ہوگا۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ان فرمودات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر کئی کتب لکھی جا چکی ہیں اور اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے کہ صوفی وہ ہے جو صوف کا لباس پہنے اور بعض کا قول ہے کہ جو اول صف میں ہو اسے صوفی کہا جاتا ہے اور ایک جماعت اسے اصحابِ صفہ سے تشبیہہ دیتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''دنیا کی پاکیزگی جاتی رہی اور اس کی کدورت باقی رہ گئی'' سے استدلال کرتے ہوئے صوفی کی تعریف بیان کرتے ہیں کہ صوفی تین لطیف و پاکیزہ چیزوں سے اس کی صفائی مراد ہے اور صوفیاء کرام چونکہ اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب و پاکیزہ بنا کر دنیا کی آفات و بلیات سے محفوظ و مامون ہوتے ہیں اس لئے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ باطن کی صفائی کے کچھ اصول اور فروغ بیان کرتے ہوئے فرماتے

ہیں کہ اول دل غیر سے خالی ہو اور دل سے دنیا کے مکر کو نکال دیا جائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان صفات کا حامل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ طریقت کے امام ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا قلب اغیار کی محبت سے خالی تھا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ کا قلب دنیاوی صفات سے آزاد ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے قلب کو دنیاوی کدورتوں سے پاک فرما دیتا ہے اور یہ صفت صوفی صادق کی ہے اور اس کا انکار حقیقت کا انکار ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے حامل کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں۔ اول صوفی، دوم متصوف اور سوم مستصوف۔ پھر ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ پیوستہ ہو جائے اور نفسانی خواہشات کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔ دوم متصوف وہ ہے جو ریاضت اور مجاہدے کے ذریعہ اس مقام تک پہنچے اور اس مقام کی طلب میں صدق اور راست گوئی کا مظاہرہ کرے۔ سوم مستصوف وہ ہے جو دنیاوی عزت و منزلت کے لئے خود کو ایسا ظاہر کرے اور ایسے نقلی صوفیاء مکھی کی مانند رسوا ہوتے ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیائے کرام کے اوصافِ حمیدہ کے متعلق اولیاء کرام رحمہم اللہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جو بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو۔"

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی توجیح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو ایسی بات نہیں کہتا جو اس میں موجود نہ ہو اور جب خاموش ہوتا ہے تو اس

کا معاملہ اور سلوک اس کے حال کو ظاہر کرتا ہے اور وہ مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے یعنی اس کا کلام اصولِ طریقت پر ہوتا ہے اور اس کا کردار بوقت سکوت مجرد ہوتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن علی بن امام حسین رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ تصوف پاکیزہ اخلاق کا نام ہے اور جس کے اخلاق جتنے پاکیزہ ہوں گے اتنا ہی وہ زیادہ صوفی ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی توجیح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پاکیزہ اخلاق کی دو اقسام ہیں اول حق تعالیٰ کے ساتھ دوسرا خلق کے ساتھ۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے منکرین سے پوچھتے ہیں کہ تصوف کے انکار سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اگر تم اس نام سے انکار کرتے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر تم اس کی حقیقت اور اس کے معانی سے انکار کرتے ہو تو پھر تمہارا یہ انکار احکامِ شریعت کا انکار کہلائے گا اور یہی نہیں تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور اسوۂ حسنہ کا بھی انکار کرو گے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موضوع کے اختتام پر دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل تمہیں ایسا فرمانبردار بنائے جیسا اس نے اپنے دوستوں کو بنایا ہے اور پھر وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم اللہ عزوجل کے دوستوں اور ولیوں کے ساتھ حق و انصاف کو ہمیشہ ملحوظ رکھو اور ان سے حسن اعتقاد رکھو۔

اثباتِ کرامت اور
معجزہ وکرامت کے درمیان فرق

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکلّف ہونے کی صورت میں کسی بھی ولی سے کرامت کا ظہور جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے دونوں فریقوں یعنی علماء ومشائخ کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے اور عقل کے نزدیک بھی یہ ناممکن نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کی قدرتِ الٰہی ہے اور شریعت کے اصول اس کے اظہار کے منافی نہیں ہے۔ کرامت ولی کی صداقت کی علامت ہے۔ کرامت ایک ایسا فعل ہے جو دیگر انسانی عادات کو عاجز بنا دیتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکلّف ہونے کی صورت میں ولی سے ایسا فعل سرزد ہو جائے جس سے انسانی عادت ٹوٹتی ہو اور تم اس فعل کے متعلق کہو کہ یہ قدرتِ الٰہی نہیں تو یہ گمراہی ہے۔ ولی کرامات کے ساتھ مخصوص ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام معجزات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ولی سے خلافِ عادت کوئی فعل سرزد ہو جسے کرامت کہتے ہیں تو وہ نبوت کا دعویٰ کر لیتا تو یہ محال ہے کہ ولایت کی اولین شرط راست گوئی ہے اور خلافِ معنی دعویٰ جھوٹ وکذب پر مبتلا ہے۔ جھوٹا آدمی کبھی ولی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی ولی نبوت کا دعویٰ کرے تو

یہ کفر اور کرامت کسی فرمانبردار مومن کے سوا ظاہر نہیں ہوتی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ معجزہ و کرامت کے درمیان فرق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معجزات کی شرط اظہار ہے اور کراماتِ اولیاء کی شرط اخفاء ہے اور معجزے کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے جبکہ کرامت کا فائدہ ولی کی ذات کو ہوتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا کرامت ظاہر کرنا مزید کرامت ہے اور ولایت کی اولین شرط اسے پوشیدہ رکھنا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک حضرت ابوالفضل بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر ولی اپنی ولایت ظاہر کرے اور اس سے اپنے حال کی درستگی ثابت کرے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ کرامت کا اظہار کرے اور اگر اس سے اپنی تکلیف ظاہر کرے تو پھر یہ رعونت کا باعث ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت محمد بن خفیف، حضرت حسین بن منصور حلاج اور حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہم اور ایک جماعت کا قول ہے کہ ولی سے کرامت کا ظہور بجز حالت سکر کے ممکن نہیں اور جو حالت صحو میں واقع ہو وہ معجزہ ہے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی ولی بشریت جب تک قائم رہتی ہے وہ محجوب رہتا ہے اور صفات بشریت کو فنا کر کے مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ الطاف حق کی حقیقت میں مدہوش ہو جاتے ہیں لہٰذا کشف کے بغیر کرامت کا اظہار صحیح نہیں اور اس حال میں ولی کے نزدیک پتھر اور سونا دونوں برابر ہیں اور یہ حال انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کسی صورت میں کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار اشرفیاں دریائے دجلہ میں پھینک دیں۔ لوگوں

نے دریافت کیا تو فرمایا کہ پتھر پانی میں اچھے لگتے ہیں۔لوگوں نے کہا کہ انہیں مخلوقِ خدا میں تقسیم فرما دیتے۔فرمایا کہ سبحان اللہ! میں اپنے دل سے حجاب اٹھا کر مسلمان بھائیوں کے دلوں پر ڈال دیتا اور اللہ عزوجل کو کیا جواب دیتا؟ دین میں اس کی گنجائش کہاں ہے کہ میں اپنے مسلمان بھائی کو خود سے کمتر جانوں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ سب سکر و مدہوشی کے حالات ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحب صحو تھے اور جب انہوں نے دنیا کی آفت کو دیکھا اور اس کی جدائی میں اجر و ثواب کو دیکھا تو مال و زر سے ہاتھ اٹھا لیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کافی ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی کرامت کے اثبات میں قرآن واحادیث سے بے شمار دلائل بیان کئے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر کیا ہے جسے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کہنے پر ملکہ بلقیس کا تخت ان کے سامنے پلک جھپکتے حاضر کر دیا تھا حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام خود نبی تھے اور وہ یہ کام ان سے قبل کر سکتے تھے۔نیز حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف بن برخیا کی اس کرامت پر کوئی تعجب کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی اس کا انکار کیا اور یہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے کہ آصف بن برخیا نبی نہ تھے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف المحجوب'' میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی بے شمار کرامات کا ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی کرامات بے شمار ہیں۔

معرفت الٰہی اور نظریاتی اختلافات

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے معرفت الٰہی کے متعلق بھی سیر حاصل گفتگو فرمائی اور معرفت کے متعلق نظریاتی اختلاف کو بھی بیان کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کا فرمان نقل کرتے ہیں:

''انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسا کہ اس کا حق ہے۔''

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے:

''اگر تمہیں اللہ کی معرفت کماحقہ حاصل ہوتی تو تم دریاؤں پر خشک قدم چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جاتے۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معرفت الٰہی کی دو اقسام ہیں۔ اول علمی اور دوم حالی۔ نیز فرماتے ہیں کہ علمی تو دنیا و آخرت کی تمام نیکیوں کی جڑ ہے جو بندے کے لئے ہر حال میں ہر شے سے زیادہ افضل ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ معرفت کے علمی دلائل بیان کرتے ہوئے فرمانِ الٰہی نقل کرتے ہیں:

''ہم نے جن و انس کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا اور اکثر لوگ اس سے ناواقف اور منکر ہیں۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ عزوجل کے ساتھ زندہ ہو اور اس کا باطن ماسوائے اللہ سے خالی ہو اور جسے معرفت حاصل

نہیں وہ بے قیمت ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معرفت الٰہی کے متعلق بے شمار لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ معتزلہ کا قول ہے کہ اللہ عزوجل کی معرفت عقلی ہے اور عاقل کے سوا معرفت جائز نہیں اور یہ قول باطل ہے اس لئے کہ جو لوگ دیوانے ہوں اور وہ مسلمان ہوں ان کے لئے حکمی معرفت ہے اس طرح وہ بچے جو بالغ نہیں ان کے لئے بھی حکمی ایمان ہے۔ اگر معرفت میں عقل شرط ہوتی تو جنہیں عقل نہیں وہ معرفت کے حکم میں نہ آتے اور کفار میں عقل ہوتی ہے پھر بھی وہ کفر کرتے ہیں۔ اگر معرفت میں عقل کی علت ہوتی تو پھر ہر عاقل کو عارف کہا جاتا اور ہر بے عقل کو جاہل کہا جاتا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ کی معرفت کی علت، استدلال ہے اور جس میں استدلال کی استعداد نہیں وہ معرفت کو نہیں پا سکتا۔ یہ قول بھی غلط ہے اور اس قول کی مثال ابلیس ہے اس لئے کہ ابلیس نے بے شمار قدرت کی نشانیاں دیکھیں، اس نے جنت و جہنم کا مشاہدہ کیا، اس نے عرش و کرسی کا مشاہدہ کیا پھر بھی اس انکار کیا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کا قول ہے کہ معرفت الٰہی الہامی ہے اور یہ قول بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ معرفت کے لئے صادق و کاذب دونوں دلیلیں ہو سکتی ہیں اور الہام والے کے لئے خطا و صواب پر متحمل دلیل نہیں ہوتی۔ اس لئے بھی کہ ایک کہے گا کہ میں نے خدا کو مکان میں دیکھا دوسرا کہے گا کہ مجھے الہام ہوا میں نے دیکھا کہ اس کا کوئی مکان نہیں ہے۔ لامحالہ دونوں ہی اپنے دعوے میں درست ہوں گے پھر ان کے مابین فیصلے کے لئے دلیل درکار ہو گی جو ان کے درمیان فرق کرے گی اور ایک کو سچا اور ایک کو جھوٹا ثابت کرے گی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ ہر شے کو

اللہ عزوجل کی ملکیت تصور کرو اور جب بندہ یہ جان لیتا ہے کہ ہر شے اللہ عزوجل کی ملکیت ہے اور اسی کے تصرف میں ہے تو اسے مخلوق سے کوئی سروکار باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ وہ خود سے بھی بیگانہ ہو جاتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے جب ان سے معرفت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کو اس کی مدد سے پہچانا اور ماسویٰ اللہ کو اسی کے نور سے جانا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ ہر شے سے بیگانہ ہو گیا ہے بلکہ گونگا، بہرا اور دلبرداشتہ ہو گیا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی نقل کیا ہے کہ جسے اللہ عزوجل کی معرفت نصیب ہوگئی وہ کم گو ہوگا اور اس کی حیرانگی دائمی ہوگی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ معرفت یہ ہے کہ تم جان لو کہ خلق کی تمام حرکت وسکون حق تعالیٰ سے ہے۔

❂......❂......❂

توحید اور اس کی اقسام

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے توحید کے موضوع پر بھی کشف المحجوب میں گفتگو فرمائی ہے اور توحید کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ اول حق تعالیٰ کا علم کہ وہ اکیلا ہے، دوم حق تعالیٰ کی توحید مخلوق کے لئے کہ بندے اس کی وحدانیت کا اقرار کریں، سوم مخلوق کی توحید کہ وہ اللہ عزوجل کو ایک جانیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو تنہا جانا جائے اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ عزوجل اپنی صفات میں بے مثل و بے نظیر ہے اور وہ اپنے افعال میں لاشریک ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی کا فرمان نقل کیا ہے کہ توحید یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ اپنی قدرت کی گزرگاہ میں اپنی تدبیر کا تصرف اس پر جاری کرے تو وہ اللہ عزوجل کے سامنے ایک پتلا بن جائے اور دریائے توحید میں اپنے اختیار وارادہ سے خالی ہو اور اپنے نفس کو فنا کر کے لوگوں کے بلاوے پر کان نہ دھرے اور ان کی جانب نگاہ نہ کرے اور وحدانیت کی معرفت وحقیقت کے سبب وہ حق کے ساتھ قائم ہو حق نے جو اس کے لئے ارادہ فرمایا ہے اسے قبول کرے تاکہ اس محل میں بندہ کا اخیر پہلے کی مانند ہو جائے اور وہ ایسا ہو جائے کہ جو کچھ ہے اپنی ہستی سے پہلے ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ یہ قول بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ شان اور صفت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام قرب پہنچے تو مقام

کا فاصلہ تو رہا مگر قرب کا فاصلہ ختم ہو گیا اور آپ ﷺ کا حال لوگوں سے دور اور ان کے اذہان سے ماورئی ہو گیا اور یہاں تک کہ دنیا نے آپ ﷺ کو گم پایا اور آپ ﷺ خود میں گم ہو گئے، فنائے صفت میں بے صفت ہو کر متحیر ہو گئے، نفس دل کی جگہ، جان کے درجہ میں۔ جان سر کے مرتبہ میں اور سر قرب کی صفت میں پہنچا گویا سب میں سب سے جدا ہو گئے اور چاہا کے وجود کو ترک کر دیں لیکن حق تعالیٰ کی مراد اقامت حجت تھی فرمان ہوا کہ اے محبوب! اپنے حال پر رہو اور اس کلام سے آپ ﷺ نے قوت پائی اور پھر فنا سے حق کا وجود ظاہر ہوا یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کی مانند نہیں میں رات اپنے رب کے حضور گزارتا ہوں اور وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کے لئے توحید الٰہی ایسی مخفی حقیقت ہے جسے بیان و عبارت سے ظاہر نہیں کیا جا سکتا اور بیان کرنے والا اور اس کی عبارت دونوں غیر ہیں اور توحید میں غیر کا اثبات شرک ہے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ بیہودگی ہے۔

نکاح اور مجرد رہنے کا بیان

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح اور مجرد رہنے پر بھی گفتگو فرمائی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کا فرمان نقل کرتے ہیں:

''تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کے لباس ہو۔''

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں:

''اے مومنو! نکاح کرو اور اولاد کی کثرت کرو کہ روزِ قیامت میں تمہارے ذریعہ اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ شہوت کو دور کرنے اور دل کی فراغت کے لئے نکاح کرنا چاہئے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ نسل کو قائم کرنے کے لئے نکاح کرنا چاہئے اور اگر کوئی اولاد باپ کے سامنے فوت ہوگی تو وہ بروزِ محشر باپ کی شفاعت کرے گی۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ چار باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اول مال، دوم حسب، سوم حسن اور چہارم دین۔ تم پر لازم ہے کہ تم دین والی عورت کو پسند کرو تمہیں نفع دیندار اور موافقت والی بیوی سے ملے گا جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے تمہارا دل خوش ہوگا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد مومن ایسی ہی بیوی سے خوشی پاتا ہے اور اس کی صحبت سے دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور دونوں ایک دوسرے سے

محبت کرتے ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب درویش نکاح کا قصد کرے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ بیوی کو حلال رزق مہیا کرے، اس کے مہر کو حلال کمائی سے ادا کرے تاکہ اللہ عزوجل کے حقوق اور بیوی کے حقوق اس پر باقی نہ رہیں۔ پھر لذتِ نفس کے لئے ہم بستری نہ کرے اور جب فرائض ادا کر چکے تو اس وقت ہم بستری کرے۔ اپنی مراد اپنی بیوی سے پوری کرے اور حق تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اے اللہ! تو نے دنیا کو آباد کرنے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی سرشت میں شہوت پیدا کی اور تو نے چاہا کہ شوہر اور بیوی باہم صحبت کریں تو اے اللہ! تو مجھ اس سے دو چیزیں عطا فرما اول تو حرص حرام کو حلال سے بدل دے اور دوسرا مجھے فرزند صالح عطا فرما جو راضی برضا ہو اور ایسا فرزند ہرگز عطا نہ فرمانا جو مجھے تیری یاد سے غافل کر دے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ اگر دل آفت سے خالی ہو اور طبیعت میں شہوت کا غلبہ نہ ہو تو پھر اس کا مجرد رہنا ہی افضل ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجرد رہنے کی شرط یہ ہے کہ آنکھیں ناشائستہ باتوں سے محفوظ رہیں، ناجائز آوازیں نہ سنے، ناجائز چیزوں کو نہ دیکھے اور نامناسب باتوں سے پرہیز کرے۔ شہوت کی آگ کو فاقہ اور بھوک سے بجھائے اور دل کو دنیا کی مشغولیت سے دور رکھے اور نفسانی خواہش کو علم و الہام کا نام نہ دے اور شیطان کے مکر کی تاویل پیش نہ کرے۔

توبہ اور اس کی متعلقات کا بیان

بخش دے مجھ کو بے سبب مولا اور جنت میں دے گھر یا رب
خاتمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں میرا ایمان پر تو کر یا رب

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ اور اس کی متعلقات کے متعلق بھی گفتگو فرمائی ہے اور فرماتے ہیں کہ سالکانِ راہِ حق کا پہلا مقام توبہ ہے جس طرح طالبانِ عبادت کے لئے پہلے درجہ طہارت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانِ الٰہی نقل کرتے ہیں:

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو۔''

نیز اللہ عزوجل کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں:

''اے مومنو! اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

''اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ جوان توبہ کرے۔''

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں:

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کے معنی رجوع کرنے کے ہیں اور توبہ کی حقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے واضح ہے کہ توبہ درحقیقت ندامت اور

شرمندگی کا نام ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ توبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔ اول ندامت کا اظہار کرے، دوم ترک حالت میں ذلت محسوس کرے اور سوم دوبارہ گناہ نہ کرے۔ اسی طرح ندامت کی بھی تین شرائط ہیں۔ اول دل میں سزا کا خوف ہو، دوم نعمت کی خواہش غالب ہو اور سوم دل میں اللہ عزوجل کی شرم وحیاء ہو۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ دل کو خواب غفلت سے بیدار کیا جائے اور اپنے برے افعال پر غور کیا جائے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اور مشائخ طریقت کے نزدیک اگر بندہ اپنے ایک گناہ سے توبہ کر لے اور پھر وہ کسی دوسرے گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اللہ عزوجل اسے پہلے گناہ کی توبہ پر اجر وثواب عطا فرمائے گا اور اگر اس نے پہلے گناہ کی توبہ کی تو ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل اسے دوسرے گناہ سے محفوظ فرما دے اور وہ اس کے ارتکاب سے باز رہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کے متعلق سنا اس نے گناہوں سے توبہ کی پھر اس سے گناہ سرزد ہو گیا وہ نادم ہوا۔ اس نے دوبارہ توبہ کی پھر اس سے گناہ سرزد ہو گیا۔ وہ پھر نادم ہوا اور اس نے توبہ کی۔ اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ اگر دوبارہ توبہ کے بعد گناہ کی جانب مائل ہوا تو میرا حال نجانے کیا ہو گا؟ اسے ندائے غیبی سنائی دی تو نے ہماری اطاعت قبول کی پھر بے وفائی کی اور ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے تجھے مہلت دی تو توبہ کر اور ہماری بارگاہ میں لوٹ آ ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور مشائخ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ توبہ یہ ہے کہ کئے ہوئے گناہ کو بھول جاؤ اور توبہ کرنے والا اہل محبت سے ہوتا ہے اور اہل محبت مشاہدے میں ہوتا ہے اور مشاہدہ میں گناہ کو یاد

کرنا بڑا ظلم ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اور مشائخ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ توبہ یہ ہے کہ اپنے کیئے گناہ کو نہ بھولو اور اس کی ندامت میں غرق رہو اور کتنے بھی زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کرلو کبھی مغرور نہ ہو اور اپنے برے فعل پر شرمندگی کو نیک اعمال پر مقدم رکھو۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف المحجوب'' میں بے شمار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی توبہ کے واقعات کو بھی نقل کیا ہے جنہیں ہم ''حکایاتِ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ'' کے عنوان میں ذکر کریں گے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوفِ الٰہی سے توبہ جلالِ الٰہی کے کشف سے ہے اور حیا والی توبہ جمالِ الٰہی کے نظارہ سے ہے۔

محبت کی حقیقت اور اس کی اقسام

دل اس پر رشک کرتا ہے کہ آنکھ کو لذتِ دیدار ملی
آنکھ اس پر رشک کرتی ہے کہ دل کو لذتِ فکر ملی

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت ''حبۃ'' سے ماخوذ ہے اور حبہ کے معنی تخم کے ہیں جو زمین پر گرتا ہے لہٰذا حب کا نام حب رکھا گیا اور اصل حیات اسی میں ہے جس طرح اشجار و نباتات میں ہے۔ حب یعنی تخم ہے جس طرح میدان میں بیج کو بکھیرا جاتا ہے اور مٹی میں چھپایا جاتا ہے اور پھر اس پر پانی برستا ہے، آبپاری کی جاتی ہے، سورج چمکتا ہے، گرم و سرد موسم اس پر آتے ہیں اور تغیراتِ زمانہ اسے نہیں بدلتے پھر وہ تخم اگتا ہے اور پھل و پھول دیتا ہے اسی طرح محبت کا بیج جب دل میں جگہ پکڑتا ہے تو پھر وہ بغیر حضوری، غیبت، مصیبت، ابتلاء، مشقت، راحت و لذت اور وصال کے کسی چیز سے نہیں بدلتا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کا فرمان نقل کیا ہے:

''اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی بھی دین حق سے پھر جائے تو اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا جو اسے محبوب رکھے گی اور اللہ ان کو محبوب رکھے گا۔''

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کے لئے حق تعالیٰ کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جانب بھلائی کا ارادہ کرے اور وہ بندے پر رحم فرماتا ہے اور

ارادے کے ناموں میں ایک نام محبت ہے جیسے رضا، ناراضگی، رحمت اور مہربانی وغیرہ۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی بندوں سے محبت حق میں سے ہے اور وہ بندہ پر نعمت کی فراوانی کرتا ہے، دنیا و آخرت میں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے باطن کو اغیار سے پاک کر دیتا ہے اور یہاں تک کہ بندہ ہر ایک سے کنارہ کش ہو کر خالص اللہ عزوجل کی رضا کو ملحوظ رکھتا ہے۔

مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تُو
پلا کے مجھ کو مے لا الٰہ الا ھو
نہ مے، نہ شعر، نہ ساقی، نہ شورِ چنگ و رباب
سکوتِ کوہ و لب جوے و لالہ خود رُو

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کی حق تعالیٰ سے محبت یہ ہے کہ وہ اس کا فرمانبردار رہے اور اس کی رضا میں راضی رہے اور غیر کی یاد اور غیر کے ذکر سے نفرت کرے اور ہر معاملہ میں صابر و شاکر رہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت کی دو اقسام ہیں۔ اول جنس کی محبت جنس کے ساتھ جسے نفس پرستی بھی کہا جاتا ہے اور دوم جنس کی محبت غیر جنس کے ساتھ جیسے محبوبِ حقیقی سے محبت کرنا اور اس کے ذکر سے سکون پانا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ محبت یہ ہے کہ اپنے بہت کو تھوڑا جانے اور محبوب کے تھوڑے کو زیادہ جانے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ صفت کسی غیر کے لئے موزوں نہیں ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا

ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب ''محبت'' میں ذکر کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے قلوب کو ان کے اجسام سے سات ہزار برس قبل پیدا فرمایا اور پھر انہیں وصل کے درجہ میں رکھا اور روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ ظہورِ جمال سے باطن کو تجلی بخشی اور تین سو ساٹھ مرتبہ نظر کرامت ڈالی پھر محبت کا کلمہ سنایا اور تین سو ساٹھ مرتبہ دلوں پر انس و محبت کے لطائف ظاہر کئے یہاں تک کہ انہوں نے ساری کائنات پر نگاہ ڈالی تو کسی مخلوق کو اپنے سے زیادہ صاحب کرامت نہ پایا۔ اسی بناء پر ان میں فخر و غرور پیدا ہوا اور اس وقت اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لیا اور انہیں جسم میں قید کر دیا اور روح کو دل میں محبوس کر دیا اور دل کو جسم میں رکھا اور پھر عقل کو ان میں شامل کر دیا اور انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر ان کے ذریعے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے مقام کے متلاشی ہوں اور اللہ عزوجل نے انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ جسم تو نماز میں ہو اور دل محبت الٰہی میں غرق ہو اور ان کا باطن وصالِ حق سے سکون و قرار پائے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ محبت اسی لئے نام رکھا گیا ہے کہ وہ دل سے محبوب کے ماسویٰ کو مٹا دیتی ہے۔

تری بستی سے، جانِ عاشقاں مستانہ آتی ہے
نظر آغوش میں لے کر تجلی خانہ آتی ہے

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی ملائکہ پر فضیلت

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واضح رہنا چاہئے کہ جمہور مشائخ طریقت اور علماء اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم جو محفوظ ہیں وہ ملائکہ سے افضل ہیں۔ اس مسئلہ پر معتزلہ کا اعتراض ہے اور وہ فرشتوں کو انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ عزوجل کے فرمانبردار ہیں اور ان کی خلقت لطیف تر ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ معتزلہ کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقیقت ان کے گمان کے خلاف ہے اس لئے کہ بدنی اطاعت بلند مرتبت اور لطیف خلقت فضل الٰہی کے لئے علت نہیں۔ وہ وہاں ہوتے ہیں جہاں حق تعالیٰ رکھے اور تم ملائکہ کے متعلق جو کہتے ہو وہ مقام ابلیس کو بھی حاصل تھا اور پھر وہ ملعون ہوا لہٰذا فضیلت اسی کو حاصل ہے جسے اللہ عزوجل مخلوق پر برتری عطا فرمائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی فضیلت کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جسے سجدہ کیا جائے اس کا مقام ہر حال میں سجدہ کرنے والے سے بلند ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خانہ کعبہ جو پتھر کی بنی ایک عمارت ہے اور بے حس وحرکت ہے تمام مسلمانوں سے افضل ہے کہ سب اس کو سجدہ کرتے

ہیں تو جائز ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر وہ پھر بھی افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ وہ خانہ کعبہ کو سجدہ کرتا ہے یا پھر مسجد کے دیوار و محراب کو سجدہ کرتا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور سجدہ کرتا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہزارہا برس خلعت کے انتظار میں اللہ عزوجل کی بندگی کی اور ان کی خلعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گزاری میں تھی یہاں کہ وہ شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی بھی انہوں نے خدمت کی پھر وہ کس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہو سکتے ہیں؟

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن بندگانِ خدا نے دنیا میں اپنے نفس کو مارنے کے لئے ریاضتیں کیں اور دن رات مجاہدے کئے اللہ عزوجل نے ان پر مہربانی فرمائی اور انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور وہ تمام خطرات سے محفوظ و مامون ہو گئے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت درحقیقت اسرارِ الٰہی ہے جو ریاضت و مجاہدہ اور تربیت شیخ کے بغیر ظاہر نہیں ہوتی اور ولی کو صرف ولی ہی پہچان سکتا ہے اور اگر حقیقت کا اظہار ہر صاحب عقل پر جائز ہوتا تو دوست و دشمن کا فرق ختم ہو جاتا اور مشیت الٰہی یہی ہے کہ دوستی و محبت کے جوہر کو ذلت و خواری کی سیپ میں لوگوں سے محفوظ رکھا جائے اور اسے بلاؤں کے دریا میں چھپایا جائے تا کہ اس کا طالب اپنی جان عزیز کو اس کے فرمان کے تحت خطرے میں ڈالے یا پھر اس کی طلب میں دنیا سے کوچ کر جائے۔

مناقب خلفائے راشدین بزبان حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں
ابوبکر عمر و عثمان علی ان چاروں سے محبت رکھتا ہوں

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے راشدین کے مراتب و مناقب کو بھی بیان کیا ہے۔ ذیل میں خلفائے راشدین کے مناقب بزبان حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بیان کئے جا رہے ہیں۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

شیخ الاسلام، بعد از انبیاء خیر الانام، خلیفہ و امام، تارکین دنیا کے سردار، صاحبانِ خلوت کے شہنشاہ، آفاتِ دنیاوی سے پاک و صاف امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر عبداللہ بن عثمان ابی قحافہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات بے شمار ہیں اور بزرگی کے قصے زبان زد و عام ہیں۔ معاملات و حقائق میں آپ رضی اللہ عنہ کے نشانات و دلائل واضح ہیں۔ مشائخ طریقت نے اربابِ مشاہدہ اور صاحبانِ علم و عرفان میں آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کی تعداد کم ہے۔ اسی طرح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اربابِ مجاہدہ میں مقدم رکھا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے معاملات اور حق پر صلابت صحیح روایتوں میں مرقوم اور اہل علم کے درمیان معروف ہیں چنانچہ حضرت سیّدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلاوت کلامِ پاک نماز میں کرتے تو آہستہ آواز میں کرتے اور حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز میں تلاوتِ کلام پاک بلند آواز سے کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آہستہ آواز میں تلاوت کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں وہ خوب سنتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے دور نہیں اور اس کے لئے آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا دونوں برابر ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں سوئے ہوئے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں اور یہ مجاہدے کی علامت اور مشاہدے کا نشان ہے۔ مجاہدے کا مقام مشاہدے کے پہلو میں ایسا ہے جیسے قطرہ دریا میں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو اور دین اسلام کو عزت و رفعت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملی اور وہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں اب تم خود ہی غور کرلو کہ سارے جہان کے لوگ کس درجہ میں ہوں گے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دیگر تمام مخلوق میں افضل و اعلیٰ ہے اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان سے آگے قدم بڑھا سکے اور معنوی اعتبار سے مقدم ہو جائے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے فقر اختیاری کو فقر اضطراری پر مقدم رکھا اور یہی تمام مشائخ طریقت کا مذہب ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

خلیفہ دوم، سرہنگ اہل ایمان، مقتدائے اہل احسان، امام اہل تحقیق، دریائے محبت کے غریق حضرت سیّدنا ابوحفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و کرامات اور فراست و دانائی مشہور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فراست و صلابت کے ساتھ مخصوص

ہیں اور طریقت میں آپ رضی اللہ عنہ کے متعدد لطائف و دقائق ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ حق عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان سے جاری ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ گذشتہ امتوں میں بھی محدث ہوئے ہیں اور میری امت کا محدث عمر (رضی اللہ عنہ) ہے۔ طریقت کے بکثرت رموز و لطائف آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بدوں کی ہم نشینی سے گوشہ نشینی میں چین و راحت ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں آپ رضی اللہ عنہ کے افعال مقبول ہیں حتیٰ کہ جب آپ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام قبول کرنے پر تمام اہل آسمان خوشیاں منا رہے ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء میں گوڈری پہننے اور دین میں سختی کرنے کا رواج آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ تمام امور میں سارے جہان کے امام ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

خلیفہ سوم، مخزن حیاء، اعبد اہل صفا، متعلق بدرگاہ رضا، متحلی بطریق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا ابو عمر عثمان بن عفان ذو النورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل واضح اور مناقب ظاہر ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقام خلت و دوستی میں، بلا و مصیبت کے درمیان، تسلیم و رضا کی یہ روشن علامت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اس وقت کہا جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا کہ اے میرے بھائی! اے علی (رضی اللہ عنہ) کے فرزند! اپنے گھر جاؤ اور آرام کرو یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا

حکم آن پہنچے اور ہمارے لئے لوگوں کا خون بہانے کی ضرورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل کی موافقت ہے جب نمرود نے انہیں آگ میں ڈالا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے جب منجنیق میں رکھا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا بندہ سراپا محتاج ہے مگر اسے تم سے کوئی حاجت نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ عزوجل سے عرض کیجئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل میرے سوال سے بے نیاز ہے اور وہ میرے حال سے آگاہ ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام جو مال و جان خرچ کرتے ہیں اور بلاؤں کے نزول پر صبر کرتے ہیں اور عبادات میں اخلاص برتتے ہیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ حقیقت و شریعت کے امام برحق ہیں اور طریقت میں ترتیب یا تربیت درستی میں ظاہر ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

خلیفہ چہارم، اخی مصطفیٰ، غریق بحر بلا، حریق نار ولا، مقتدائے جملہ اولیاء و اصفیاء، حضرت سیّدنا ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ طریقت میں آپ رضی اللہ عنہ کی شان عظیم اور مقام رفیع ہے۔ اصول حقائق کی تشریح و تعبیر میں آپ رضی اللہ عنہ کو کمال دسترس حاصل تھی یہاں تک کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصول و بلا میں ہمارے رہنما و پیشوا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ علم طریقت اور اس کے معاملات میں ہمارے امام ہیں۔ علم طریقت کو اہل طریقت اصول کہتے ہیں معاملات طریقت دراصل بلاؤں کا تحمل ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے وصیت کی درخواست کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اہل و عیال سے انہماک

تیرا سب سے بڑا مشغلہ نہ بن جائے اگر تیرے اہل و عیال اولیاء میں سے ہیں تو اللہ عزوجل اپنے ولیوں کو ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ دشمن خدا ہیں تو اس کے دشمن سے تجھے کیا سروکار؟

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت میں دلی انقطاع و علیحدگی سے متعلق ہے وہ اپنے بندوں کو جیسا چاہتا ہے رکھتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دردِ زہ میں چھوڑ کر تسلیم و رضائے الٰہی اختیار کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنی زوجہ حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ دیا تھا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اقتداء اہل طریقت کے لئے لازم ہے اور وہ عبادات کے حقائق، اشارات کے دقائق، دنیا و آخرت کے مال سے انقطاع اور تقدیر الٰہی کے نظارہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں۔

حکایات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف المحجوب'' میں کئی حکایات بھی موضوع کی مناسبت سے بیان کی ہیں۔ ذیل میں ان حکایات میں سے چند ایک حکایات مختصراً بیان کی جارہی ہیں تاکہ قارئین کے ذوق کا باعث بنیں۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے راستہ میں ایک پتھر دیکھا اس پر لکھا تھا کہ مجھے پلٹ کر پڑھو۔ میں نے اسے پلٹا تو اس پر لکھا تھا۔

اَنْتَ لَا تَعْمَلُ بِمَا تَعْلَمُ
فَکَیْفَ تَطْلُبُ مَا لَا تَعْلَمُ

''جب تو اپنے علم کے مطابق عمل سے قاصر ہے تو مجال ہے کہ جس کا تجھے علم نہیں اس پر عمل کرے۔''

گویا کہ یہ ہدایت اس پر منقش تھی کہ انسان اس حد تک عمل گوش رہے جس حد تک اسے علم ہے تاکہ اس کی برکت سے وہ بھی جان لے جو نہ جانتا ہو۔

☆......☆......☆

بصرہ کا ایک رئیس کسی دن اپنے باغ میں گیا اس کی نظر اپنے باغ کی مالی کی بیوی پر پڑی اور دماغ میں برا خیال عود پڑا۔ رئیس نے مالی کو کسی کام سے بھیج دیا اور اس کی بیوی سے کہا کہ باغ کے سب دروازے بند کردو۔ عورت نے دروازے بند کردیئے

اور آ کر بتایا کہ اس نے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں مگر ایک دروازہ ایسا بھی ہے جسے میں نہیں بند کر سکتی۔ رئیس نے پوچھا کہ وہ کون سا دروازہ ہے؟ وہ بولی کہ وہ دروازہ وہ ہے جو میرے اور رب کے مابین ہے۔ رئیس نے جب اس کی بات سنی تو شرمندگی سے سر جھکا لیا اور اللہ عزوجل سے اپنے اس ارادے کی معافی مانگی۔

☆......☆......☆

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار علوم اختیار کیے۔ اول علم یہ کہ میرا رزق جتنا میرے لئے مقسوم ہے کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا اور اس وجہ سے میں زیادہ کی تلاش سے بے پرواہ ہو گیا۔ دوم علم یہ کہ مجھ پر اللہ عزوجل کے کچھ حقوق واجب ہیں جو میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ سوم علم یہ کہ میرا ایک طالب ہے جس کا نام موت ہے اس سے بھاگنا ممکن نہیں اس لئے میں اس کی ہر وقت تیاری کیے رہتا ہوں۔ چوتھا علم یہ کہ اللہ عزوجل مجھے ہر لحہ دیکھتا ہے اس لئے میں اس سے شرماتا ہوں اور اسی وجہ سے ہر قسم کے گناہ اور فعل بد سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں کہ بروزِ قیامت کہیں اس کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

☆......☆......☆

ایک مرتبہ ایک درویش کی ملاقات ایک بادشاہ سے ہوئی بادشاہ نے کہا کہ مجھ سے کچھ مانگو؟ درویش نے کہا کہ میں اپنے غلاموں کے غلاموں سے کچھ نہیں مانگتا۔ بادشاہ نے کہا میں تمہارے غلاموں کا غلام کیسے ہوا؟ درویش بولا میرے دو غلام ہیں اور وہ دونوں تیرے آقا ہیں۔ اول حرصِ دنیا اور دوم آرزو۔ جب تو ان دونوں کا غلام ہے تو میں تجھ سے کیسے مانگ سکتا ہوں؟

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر پشمینہ کی پوشاک تھی۔ حاضرین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمایا کہ ہمارے سردار ہیں۔ حاضرین نے سنا تو حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے کبھی امام صاحب سے حق کے سوا کوئی بات نہیں سنی اور انہوں نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایسی بات کہی ہے، انہیں یہ مقام کیسے ملا؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی قلبی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا کہ یہ رتبہ انہیں اللہ عزوجل کے ذکر دوام سے حاصل ہوا ہے۔

☆......☆......☆

حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بغداد کے ایک محلہ سے گزرے راستہ میں پیاس محسوس ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دروازہ پر جا کر پانی طلب کیا۔ ایک لڑکی اندر سے آئی اس کے ہاتھ میں پیالہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پانی لے کر پی لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ دفعتہً اس پانی لانے والی پر پڑی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل اس پر فریفتہ ہو گیا۔ مثل مشہور ہے کہ میرا کل تیرے کل پر فدا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیں بیٹھ گئے حتیٰ کہ صاحب خانہ آیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا میرا دل ایک پیالہ پانی میں مقید ہو گیا ہے مجھے تیرے گھر والوں نے ایک پیالہ پانی کا پلایا اور میرا دل لے لیا۔ صاحب خانہ نے عرض کیا کہ حضور وہ میری بیٹی ہے میں اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور عقد فرما لیا۔ صاحب خانہ کا شمار بغداد کے امراء میں ہوتا تھا اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حمام میں غسل کے لئے بھیج دیا پھر ایک عمدہ پوشاک زیب تن کرنے کے لئے دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ فقر اتار ڈالا۔ جب رات ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول ہوئے اور خیال فرمایا کہ اپنے روزانہ کے اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد دلہن کی جانب متوجہ ہوں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک

فرمایا کہ میرا خرقہ لاؤ۔ سب نے حیرانگی سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے ابھی ابھی ندائے غیبی سنائی دی ہے کہ اے مرتعش (رحمۃ اللہ علیہ)! تو نے جو پہلی نگاہ ہمارے سوا غیر پر ڈالی اس کی سزا میں ہم نے تجھ سے لباسِ محبوبیت واپس لے لیا اور اب اگر تو نے دوسری نگاہ ڈالی تو ہم تجھ سے لباسِ آشنائی بھی واپس لے لیں گے۔ گویا وہ لباس جس کو زیب تن کرنے سے رضائے الٰہی مقصود ہو اور محبوبانِ الٰہی کی اطاعت میں پہنا ہوا سے اپنے رب سے تعلق رکھنے کے لئے ہمیشہ پہنے رہنا ضروری ہے اور یہ استقامت نہایت مبارک ومسعود ہے۔

☆......☆......☆

حضرت شیخ ابو طاہر حرمی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز ایک گدھے پر سوار ہو کر بازار میں جا رہے تھے اور ان کے مرید اس گدھے کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے آواز کسا اور کہا کہ یہ زندیق پھر آ گیا۔ مرید نے جب یہ آواز سنی تو غیرتِ عقیدت سے اس آواز کسنے والے کو مارنے کے لئے بڑھا۔ اس سے بازار کے لوگ جوش میں آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ اگر تو خاموش ہو جائے تو میں تجھے ایسی چیز بتاؤں گا کہ اس سے تیرا سب رنج وغصہ دور ہو جائے گا۔ مرید خاموش ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ تشریف لائے اور مرید کو حکم دیا کہ فلاں صندوق لے آؤ۔ مرید صندوق لے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس صندوق کو کھولا تو اس میں بے شمار خطوط بھرے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط نکال کر اس مرید کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ بے شمار لوگوں کے خطوط ہیں اور ہر ایک نے میرا علیحدہ علیحدہ نام رکھا ہے۔ کوئی مجھے شیخ الاسلام کہتا ہے، کوئی شیخ زکی اور کوئی شیخ الحرمین لکھتا ہے انہوں نے جو بھی میرے متعلق لکھا ہے میں ان میں سے کوئی بھی نہیں اور کوئی خط میرے نام سے نہیں ہے ہر ایک نے اپنے اعتقاد کے مطابق مجھے نام دیا ہے اب اگر کسی نے اپنے اعتقاد کے موافق مجھے ایک لقب دیا تو اس

پر تو کیوں غصہ کرتا ہے؟

☆......☆......☆

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سفر حجاز سے تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے منادی کرائی جس سے لوگوں میں شہرہ ہو گیا اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے جمع ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب لوگوں کے ہجوم کو دیکھا تو اپنے قلب کو ان کی جانب مائل پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ اس طرح میں اللہ عزوجل کے قرب سے دور ہو رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے نجات کے لئے یہ حیلہ کیا کہ شہر کے درمیان پہنچ کر اپنے جبہ سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور کھانا شروع کر دیا۔ لوگ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر نظر آتے تھے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فعل کے بعد یہ کہتے ہوئے جانے لگے کہ انہیں ماہِ رمضان کا ادب نہیں یہ کیسے بزرگ ہیں؟ لوگوں کے جانے کے بعد ایک مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے حکم شرعی پر عمل کیا کہ مسافر پر روزہ فرض نہیں ہے اور لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مراد کو پہنچے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں دو مرتبہ مجھے میری مراد ملی۔ ایک مرتبہ میں ایک کشتی میں سوار تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا، میرے کپڑے بے حد میلے تھے اور میرے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ میں اسی حالت میں کشتی میں سوار ہوا اور لوگوں نے میرا تمسخر اڑانا شروع کر دیا۔ ان لوگوں میں ایک ایسا بھی تھا جس نے مذاق کرتے کرتے میرے سر کے بال نوچنے شروع کر دیئے۔ میں دل میں خوش ہو رہا تھا اور اپنی دلی مراد پانے کی خوشی میں سرشار تھا۔ پھر ایک شخص اٹھا اور اس نے مجھ پر پیشاب کر دیا۔ دوسری مرتبہ میں اپنی مراد کو اس وقت پہنچا جب تیز بارش ہو رہی تھی اور میں چلتا چلتا ایک گاؤں

پہنچا۔ سردی کا موسم تھا اور میرا خرقہ پانی سے شرابور تھا۔ میں ایک مسجد میں گیا لوگوں نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد میں دو اور مساجد میں گیا مگر وہاں سے بھی نکال دیا گیا۔ میں سردی سے کانپ رہا تھا۔ اس دوران میں ایک حمام کے چولہے پر گیا اور اپنا خرقہ اس پر تان دیا۔ اس بھٹی کا دھواں جو گھٹا اس نے میرے کپڑے اور میرے منہ کو سیاہ کر دیا اور اس وقت بھی میں نے اپنی مراد پائی۔

☆......☆......☆

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں اس لئے کہ میرا دل سیاہ ہو چکا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے سلیمان (رحمۃ اللہ علیہ)! آپ اس زمانہ کے بڑے زاہدوں میں سے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو میری نصیحت کی کیا حاجت؟ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سب پر فضیلت عطا فرمائی ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نصیحت کرنا لازم ہے؟ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں بروزِ قیامت میرے جدامجد مجھ سے یہ نہ فرمائیں کہ تو نے ہماری اطاعت کا حق ادا نہیں کیا اور تو ہمارے نسب پر پورا نہیں اترتا اور یہ کام عمل پر موقوف ہے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو رونے لگے اور کہنے لگے اے اللہ! جن ہستیوں پر خمیر آبِ نبوت سے ہو اور جو اصولِ دین اور برہان وحجت قرآن پر قائم ہوں جن کے نانا شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ہوں جن کی ماں زہرا بتول ہوں اور وہ اس خوف وحیرانی میں رکھے گئے ہیں اور وہ اپنے اعمال کا اس شان سے محاسبہ کرتے ہیں تو پھر داؤد طائی (رحمۃ اللہ علیہ) کا شمار کہاں اور وہ اپنے اعمال وعبادت پر کیسے فخر کر سکتا ہے؟

☆......☆......☆

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے احباب وخدام میں تشریف فرما تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے فرمایا کہ آؤ ہم آپس میں بیعت کرلیں اور اس امر کا عہد کریں کہ جسے اللہ عزوجل بروزِ قیامت بخش دے گا وہ سب کی شفاعت کرے گا۔ سب نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس عہد کی حاجت تو اسے ہے جو شفاعت کا محتاج ہو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شفاعت کی کیا پرواہ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد تو شفیع خلائق ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اپنے اعمال پر شرماتا ہوں اور اپنے نفس کے عیوب پر نگاہ کرکے ڈرتا ہوں کہ بروزِ محشر اپنے جدامجد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح شکل دکھاؤں گا؟

☆......☆......☆

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مکہ معظّمہ میں تشریف فرما تھے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ مجھے وہ حلال دکھائیں جس میں حرام نہ ہو اور وہ حرام دکھائیں جس میں حلال نہ ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل کو یاد کرنا حلال ہے اور اس میں حرام نہیں اور غیر اللہ کا ذکر حرام ہے اور اس میں حلال نہیں۔ ذکر الٰہی میں نجات ہے اور ذکر غیر میں ہلاکت ہے۔

☆......☆......☆

ایک دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا گزر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے عبادت خانہ کے قریب سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے ارادے سے عبادت خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی نیت کر چکے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلط قرأت سن کر نماز علیحدہ پڑھ لی۔ اس وقت ندائے غیبی آئی اے حسن (رحمۃ اللہ علیہ)! تو نے میری رضا کو پالیا مگر قدر نہ کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ جواب ملا حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) کے پیچھے نماز نہ پڑھنا وہ ایک نماز تمہاری تمام نمازوں کا عوض ہوسکتی تھی تم نے نیت کی درستگی کا خیال نہ کیا اور الفاظ کی

درستی کی طرف دھیان دیا زبان اور دل کے ٹھیک کرنے میں بہت فرق ہے۔

☆......☆......☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف کے سپاہیوں کی وجہ سے بھاگ کر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گاہ تشریف لے گئے۔ اس دوران حجاج بن یوسف کے سپاہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں ان کے گھر پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ وہ میری عبادت گاہ میں ہیں۔ ان سپاہیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گاہ کا ایک ایک کونہ چھان لیا مگر انہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہیں نظر نہ آئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے جھوٹ بولا وہ عبادت گاہ میں کہیں بھی نہیں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ عبادت خانے میں ہی گئے تھے۔ ان سپاہیوں نے دوبارہ عبادت گاہ میں جا کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھونڈا مگر انہیں نہ ملے وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم نے انہیں سچ بتایا مگر وہ پھر بھی مجھے عبادت گاہ میں تلاش نہ کر سکے؟ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے آیت الکرسی دو مرتبہ اور دو مرتبہ سورۂ اخلاص اور دو مرتبہ آمن الرسل پڑھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ الٰہی! میں نے استادِ محترم کو تیرے سپرد کیا تو ہی ان کی حفاظت فرما اور انہیں دشمنوں کی نظروں سے محفوظ فرما دے چنانچہ اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرما لیا۔

☆......☆......☆

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی میں سوار دیگر لوگوں میں سے کسی کا نگینہ گم ہو گیا۔ اس نے سب کی جانب نگاہ دوڑائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اجنبی جانتے ہوئے اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نگینہ کی چوری کا الزام لگایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور اسی وقت سطح آب پر کئی مچھلیاں نمودار ہوئیں اور ان سب کے منہ میں ایک ایک نگینہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگینہ اس شخص کو دے دیا اور خود کشتی سے اتر کر سطح آب پر چلتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارے تشریف لے گئے۔

☆......☆......☆

ایک مرتبہ ایک شخص کا گزر دریائے فرات کے کنارے سے ہوا اس نے حضرت ابوحبیب بن سلیم الراعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جو نماز میں مشغول تھے اور ان کی بکریوں کی حفاظت ایک بھیڑیا کر رہا تھا۔ وہ حیران ہوا اور وہیں کھڑا ہو گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے حیرانگی سے ماجرا دریافت کیا تو فرمایا کہ بکریوں کی حفاظت بھیڑیا اس لئے کر رہا تھا کہ ان بکریوں کا چرواہا اپنے رب کے ساتھ موافق ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پیالہ چوبین ایک پتھر کے نیچے رکھ دیا اور اس پتھر سے دو چشمے جاری ہو گئے۔ ان میں سے ایک دودھ کا تھا اور دوسرا شہد کا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے حیران ہونے پر فرمایا کہ میرا یہ عمل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متابعت رکھتا ہے۔

☆......☆......☆

ایک شخص حضرت ابوحازم مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے حج کی اجازت طلب کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سو رہے تھے وہ شخص سرہانے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے اور فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے انہوں نے مجھے تمہارے متعلق یہ پیغام دیا ہے کہ تم جا کر اپنی ماں کی خدمت کرو یہ تمہارے لئے حج سے بہتر ہے۔ اس شخص نے یہ سنا تو گھر کو واپس لوٹ گیا اور اپنی ماں کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔

☆......☆......☆

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ منصب افتاء پر فائز ہوئے تو مشورہ کے لئے حضرت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تم پر عمل لازم ہے کیونکہ علم بغیر عمل ایسا ہی جیسے جسم روح کے بغیر ہو۔

☆......☆......☆

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے ایک راہب کو دیکھا جو اپنے طریقہ کے مطابق مجاہدہ وریاضت کے ذریعے نحیف ہو چکا تھا، خوفِ الٰہی سے اس کی کمر جھک چکی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ اللہ عزوجل تک پہنچنے کا راستہ کون سا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر تم اللہ عزوجل کو پہچان لو گے تو اس کے راستہ کو بھی جان جاؤ گے، میں اس کا پرستار ہوں جسے میں نے آج تک نہیں دیکھا اور تم اس کی نافرمانی میں مبتلا ہو جسے تم جانتے ہو یعنی معرفت ذاتِ مقتضی خوف ہے اور میں تمہیں بے خوف اور بے غم پاتا ہوں اور بے خوفی مقتضی کفر وحیل ہے۔ اس بات نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب میں خوفِ الٰہی پیدا کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ برے افعال سے محفوظ رہے۔

☆......☆......☆

ابتدائی عمر میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جرائم پیشہ آدمی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ راہزنی کی وارداتیں کیا کرتے۔ راہزنی کی وارداتوں کے دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مائل بہ اصلاح ہی رہتی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جس قافلے میں عورت کو دیکھتے تو اس کے نزدیک نہ جاتے۔ قافلے کو لوٹنے کے بعد بقدرِ ضرورت مال ان کے پاس چھوڑ دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک سوداگر مرو سے ماورد جا رہا تھا۔ لوگوں نے اس سوداگر سے کہا کہ وہ کوئی حفاظتی دستہ ساتھ لے لے کیونکہ راہ میں فضیل نام کا ایک رہزن ہے جو راہزنی کی وارداتیں کرتا ہے۔ سوداگر نے جواب دیا کہ میں نے تو سنا ہے کہ وہ رحم دل اور خدا ترس انسان ہے۔ اسی وجہ سے

سوداگر نے اپنے ساتھ کسی بھی قسم کا حفاظتی دستہ لے جانے سے انکار کر دیا اور ایک خوش الحان قاری کو اجرت پر اپنے ساتھ رکھ لیا۔ وہ قاری دن رات سفر میں تلاوت میں مصروف رہتا۔ جس وقت یہ سوداگر اس جگہ سے گزرا جہاں پر فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے تو اس دوران قاری قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا جس کا مفہوم تھا کہ کیا ابھی تک مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف نازل کی گئے ہوئے احکامات کے آگے اپنے دلوں کو جھکائیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو فضل خدا کا ان پر غلبہ طاری ہو گیا اور انہوں نے راہزنی سے توبہ کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں پر مقیم ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے اولیاء اللہ سے صحبت فیض کا شرف حاصل ہوا۔ مکہ معظمہ میں قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ آ گئے اور امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

☆......☆......☆

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے کچھ ارادت مندوں کے ہمراہ کشتی میں سوار دریائے نیل میں سفر کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کشتی آتی دکھائی دی جس میں لوگ ناچ گا کر خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے درخواست کی کہ ان کے حق میں بددعا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غرق کرے اور ان کی نحوست سے مخلوقِ خدا کو بچائے رکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان کے لئے دونوں جہانوں کی خوشی اور شادمانی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے جب یہ دعا سنی تو حیران رہ گئے۔ اس دوران وہ کشتی نزدیک آ گئی ان لوگوں نے جب حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اپنے آلاتِ موسیقی توڑ دیئے اور گناہوں سے تائب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مندوں

سے فرمایا اس جہان کی خوشی و مسرت اس جہان میں توبہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ دیکھ لو سب کی مرادیں حاصل ہو گئیں تمہاری بھی اور ان کی بھی اور کسی کو کوئی رنج و تکلیف نہ پہنچی۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ شکار کے لئے اپنے وزیروں کے ہمراہ جنگل میں گئے۔ دورانِ شکار ایک ہرن کے تعاقب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔ بالآخر جب تعاقب کرتے ہوئے ہرن کو پکڑ لیا تو ہرن حکم ربی سے گویا ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد کہا اے ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ)! کیا تم کو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہرن کا کلام سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت توبہ کی اور تخت و تاج چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ صحرائے نوردی کر رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ)! تم جانتے ہو کہ یہ کون سی جگہ ہے جہاں کا سفر تم بغیر کسی توشہ کے کر رہے ہو؟ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے بہکانے کی کوشش کر رہا ہے میرے پاس اس وقت ایک زنبیل تھی جسے میں نے کوفہ سے خریدا تھا میں نے اس زنبیل کو پھینک دیا اور خود سے یہ عہد کیا کہ ہر میل پر چار سو رکعت ادا کروں گا۔ چنانچہ میں چار سال تک اسی صحرا میں پھرتا رہا۔ اللہ عزوجل نے میری اس عبادت کے عوض مجھے بے مشقت روزی عطا فرمائی۔ چار سال بعد میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی جنہوں نے مجھے بیعت کیا اور مجھے اسم اعظم کی تعلیم دی جس کے بعد میرا دل غیر سے خالی ہو گیا۔

☆......☆......☆

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز حالت نشہ میں گھر سے نکلا۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کاغذ کو اٹھا کر چوما اور اسے خوشبو لگا کر ایک اونچی پاک و صاف جگہ پر رکھ دیا۔ اس رات جب آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کو سوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ندائے غیبی سنی اے بشر (رحمۃ اللہ علیہ)! تم نے میرے نام کو خوشبو میں بسایا قسم ہے مجھے اپنی عزت کی میں تمہارے نام کی خوشبو کو دنیا و آخرت میں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ جو بھی تمہارا نام لے گا یا سنے گا اس کے دل کو راحت نصیب ہو گی۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جب بیدار ہوئے تو صدقِ دل سے تائب ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب پہلی مرتبہ مکہ معظّمہ میں حاضر ہوا تو مکان کو خالی پایا جس سے میں نے گمان کیا کہ میرا حج مقبول نہیں ہوا۔ دوسری مرتبہ جب میں مکہ معظّمہ حاضر ہوا تو مکان کو بھی دیکھا اور صاحب مکان کو بھی دیکھا۔ میں نے گمان کیا کہ میں ابھی بھی حقیقت سے دور ہوں۔ چنانچہ جب میں تیسری مرتبہ مکہ معظّمہ حاضر ہوا تو مجھے مکان نظر نہ آیا اور صاحب مکان کا دیدار ہوا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے بایزید (رحمۃ اللہ علیہ)! جب تم نے اپنے آپ کو نہ دیکھا اور سارے عالم کو دیکھا تو مشرک نہ ہوئے اور جب تم نے سارے عالم کو نہ دیکھا اور خود پر نظر رکھی تم مشرک ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ہستی کی رویت سے توبہ کی۔

☆......☆......☆

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے ایک بازار میں کباڑ فروشی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بازار میں آگ لگ گئی جس کی لپیٹ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان بھی جل گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا تو فرمایا کہ میں فکر معاش سے آزاد ہو گیا لیکن جب وہاں جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ سب دوکانیں جل چکی ہیں صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان سلامت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے کھڑے سب مال صدقہ کر دیا اور خود راہِ تصوف کے مسافر ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت ابوعلی شفیق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ضعیف العمر شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! میں سخت گنہگار ہوں اور توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے بڑی دیر کر دی۔ اس نے عرض کیا کہ حضور! میں دیر سے نہیں آیا بلکہ جلدی آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کیسے؟ اس نے عرض کیا کہ حضور! جو مرنے سے قبل توبہ کر لے بظاہر اس نے دیر کی مگر اس کا کام جلدی آنے کے مترادف ہے۔

☆......☆......☆

ایک سال بلخ میں شدید قحط پڑا، قحط اتنا شدید تھا کہ آدمی آدمی کو کھانے لگ گیا۔ تمام مسلمان غمناک تھے کہ بازار میں حضرت ابوعلی شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام کو نہایت بے فکر اور ہنسی مذاق کرتے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ تو اتنا بے فکر کیسے ہے؟ تجھے شرم آنی چاہئے کہ مسلمان شدید غم میں مبتلا ہیں اور تو خوشی منا رہا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے کس بات کا غم؟ میں تو غلام ہوں اور میرا مالک جاگیردار ہے اور اس کی فراخی نے مجھے غم سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب سنا تو عبرت حاصل کی اور دل میں سوچا کہ اس غلام کا مالک جاگیردار ہے اور وہ بے غم ہے اور میرا مالک تو رزاق ہے اور رب کائنات ہے جو سب کو بلا معاوضہ روزی پہنچانے والا ہے پھر میں غم میں کیوں مبتلا ہوں؟ یہ سوچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا سے منہ موڑ لیا۔

☆......☆......☆

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور آئے اور بلخ جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کرنی چاہی اور انہوں نے اپنی زوجہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا سے مشورہ کیا کہ ان کی دعوت میں کیا پکایا جائے؟ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اتنی گائیں، اتنی بکریاں، اتنے چراغ، اتنی قسم کے عطر اور ان تمام سامانوں کے ساتھ بیس گدھے بھی ذبح کرنے چاہئیں۔ حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ نے گدھوں کے گوشت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ جب کوئی صاحب کرم کسی صاحب ثروت کے گھر جاتا ہے تو اہل محلہ کے ساتھ ساتھ ان کے کتوں کے لئے بھی کچھ ہونا چاہیے۔

☆......☆......☆

حضرت ابوحفص عمرو رحمۃ اللہ علیہ ایک لونڈی پر فریفتہ ہو گئے۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ شہر نیشاپور میں ایک یہودی جادوگر ہے اس کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس یہودی جادوگر کے پاس آئے اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔ اس یہودی جادوگر نے کہا کہ چالیس روز کے لئے نماز چھوڑنا ہوگی اور تمام ذکر و اذکار جو کرتے ہیں انہیں ترک کرنا ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد پوری نہ ہوئی۔ اس یہودی جادوگر نے کہا کہ اس عرصہ کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے میرا عمل کامیاب نہ ہو سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ضمیر کی ملامت کے باوجود تمام اعمال ترک کر دیئے تھے ماسوائے اس کے کہ مجھے راستہ میں ایک پتھر نظر آیا میں نے اس پتھر کو راستہ سے ہٹا دیا۔ وہ یہودی جادوگر بولا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک پتھر ہٹانے پر یہ اجر ملا ہے تو پھر اس رب کو جسے چالیس روز تک بھلائے رہے اس کی یاد پر کتنا اجر ملتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو تائب ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں شیطان

کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ میں ایک مسجد کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اچانک دور سے ایک بوڑھا آتا ہوا نظر آیا جب میں نے اس بوڑھے کی شکل دیکھی تو مجھے اس پر شدید نفرت، کا غلبہ ہوا۔ جب وہ بوڑھا میرے قریب آیا تو میں نے کہا کہ اے بوڑھے تو کون ہے، تیری شکل کتنی بھیانک ہے اور میری آنکھیں کچھ لمحوں کے لئے بھی تیری شکل دیکھنے کو روادار نہیں ہیں، میرے دل کو تیری شکل دیکھ کر سخت وحشت ہو رہی ہے؟ اس بوڑھے نے کہا کہ وہ ابلیس ہے جسے دیکھنے کی تم تمنا کر رہے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ اے ملعون! تجھے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکے رکھا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی غیر اللہ کو سجدہ کرتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر میں حیران رہ گیا اور مجھے کوئی جواب نہ سوجھا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! اس ملعون سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اگر تو فرمانبردار ہوتا تو حکم عدولی نہ کرتا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ابلیس سے یہ کہا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ تم نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے یہ کہتا ہوا ابلیس غائب ہو گیا۔

☆......☆......☆

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے دل میں یہ گمان پیدا ہوا کہ وہ کسی درجہ پر پہنچ گیا ہے اس لئے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس خیال سے آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی بزرگی کا رعب جما سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا تو سارا حال منکشف ہو گیا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب لفظوں میں چاہتے ہو یا معنوی چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ دونوں شکلوں میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر لفظوں میں چاہتے ہو تو تم نے اپنا تجربہ کر لیا ہے اور معنوی چاہتے ہو تو میں تجھے اسی وقت ولایت سے معزول کرتا ہوں۔ اسی لمحے

اس مرید کا چہرہ کالا ہو گیا اور وہ کہنے لگا کہ یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کی درخواست کی اور فضول باتوں سے تائب ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اسرار کے ولی ہوتے ہیں اور تو ابھی ان کے زخم کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر دم کیا اور اس کی ولایت بحال ہو گئی۔

☆......☆......☆

حضرت ابوالحسن سمنون رضی اللہ عنہ بغداد میں مرجع خلائق تھے ایک عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن پر فریفتہ ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خود کو پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف انکار کر دیا۔ وہ مایوس ہو کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضرت ابوالحسن سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمائیں کہ وہ مجھے قبول کر لیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت پر شدید ناراضگی کا اظہار کیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ کامیابی ممکن نہیں تو اس نے حضرت ابوالحسن سمنون رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھنے والے غلام الخلیل کے پاس جا کر مکر کرنا شروع کر دیا۔ غلام الخلیل جو پہلے ہی حسد کی آگ میں جل رہا تھا اس نے عورت کے مکر کے بعد حضرت ابوالحسن سمنون رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنا شروع کر دی۔ خلیفہ کو خبر ہوئی تو اس نے حضرت ابوالحسن سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس سے پہلے کہ خلیفہ کوئی حکم دیتا اس کی زبان بند ہو گئی۔ رات کو خواب میں اسے ندا سنائی دی کہ اگر تو نے حضرت ابوالحسن سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو تیری سلطنت زوال پذیر ہو جائے گی اور تو غلام الخلیل کی فتنہ انگیزی سے خود کو محفوظ رکھ۔ خلیفہ صبح اٹھا اور حضرت ابوالحسن سمنون رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معاف فرما دیا۔

☆......☆......☆

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد علی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنی کسی کتاب کے چند جزو دیئے اور حکم دیا کہ انہیں دریا برد کردوں۔ میں جب ان اوراق کو لے کر چلا تو میری نظر ان اوراق پر پڑی تو وہ مکمل حقائق کے اقتباسات تھے۔ میں نے ان اوراق کو دریا برد کرنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لیا اور گھر لا کر ایک جگہ چھپا دیئے۔ جب میں حضرت شیخ محمد علی حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور بہانہ کیا کہ میں نے وہ اوراق دریا برد کر دیئے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارا گھر دریا نہیں ہے جاؤ اور ابھی جا کر انہیں دریا برد کرو۔ چنانچہ میں گھر تشریف لایا اور ان اوراق کو لے کر دریا پر پہنچا اور دریا میں ڈال دیئے۔ اس دوران ایک صندوق نمودار ہوا اور وہ تمام اوراق اس میں چلے گئے۔ پھر اس صندوق کا ڈھکن خود بخود بند ہو گیا اور پھر وہ صندوق پانی میں غائب ہو گیا۔ جب میں نے یہ ماجرا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری وہ تصنیف حضرت خضر علیہ السلام نے طلب کی تھی اور وہ صندوق ایک مچھلی لے کر آئی تھی جو اسے حضرت خضر علیہ السلام تک پہنچا دے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی میں ایک ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں کیا۔

☆......☆......☆

حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سفر ایک کنویں میں گر پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کنویں میں گرے تین دن گزر گئے۔ تین دن بعد وہاں سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ اہل قافلہ کو مدد کے لئے پکاریں۔ پھر یہ خیال آیا کہ آواز دینا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ غیر خدا سے مدد چاہنا ہوگا اور اس کی شکایت بھی گویا میں یہ کہوں گا کہ خدا نے مجھے کنویں میں ڈالا اب تم مجھے یہاں سے نکال دو۔ اس دوران اہل قافلہ خود ہی اس کنویں پر آ گئے اور کنویں میں جھانک کر کہنے لگے یہ کنواں سرراہ واقع ہے نہ کوئی روک اس پر ہے نہ منڈیر ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی گر پڑے آؤ مل کر اس پر

چھت ڈال دیں اور اس کا دہانہ بند کر دیں تا کہ کوئی اس میں نہ گر پڑے اس عمل کی جزا اللہ عزوجل دے گا۔ حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب ان کی بات سنی تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اور میں فی الوقت اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ قافلہ والوں نے کنویں پر چھت ڈال دی اور دہانہ بند کر کے زمین ہموار کی اور چلے گئے۔ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی چنانچہ جب رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ چھت میں جنبش پیدا ہوئی ہے جب غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ کوئی دہانہ کو کھول رہا ہے۔ اس دوران اژدھا کی مانند کسی جانور نے اپنی دم کنویں میں لٹکائی اور میں سمجھ گیا اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرما لیا ہے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور اس نے کھینچ کر مجھے باہر نکال دیا۔ اس دوران میں نے غیبی ندا سنی کہ اے ابوحمزہ (رحمۃ اللہ علیہ)! کیسی اچھی تمہاری نجات ہے کہ جان لینے والے کے ذریعہ تمہاری جان کو نجات دلائی گئی۔

☆......☆......☆

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک بچہ اونٹ پر بوجھ لادے اس کی نکیل پکڑے جا رہا تھا۔ بازار میں بے پناہ کیچڑ تھا اونٹ کا پاؤں پھسلا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اس اونٹ سے بوجھ اتار لیں لیکن بچے نے ہاتھ اٹھا کر رو رو کر دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل تھامی اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی: الٰہی! اس اونٹ کا پاؤں ٹھیک کر دے اور اگر تو اسے درست نہیں کرنا چاہتا تو اس قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ اونٹ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

☆......☆......☆

بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا جس نے چار سو برس عبادت کی۔ ایک دن اس نے

بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی! تو ان پہاڑوں کو پیدا نہ فرماتا تو تیرے بندوں کو چلنے اور سفر کرنے میں آسانی رہتی۔ اللہ عزوجل نے پیغمبر وقت پر وحی نازل فرمائی کہ اس عابد کو کہو کہ تو نے بندہ ہونے کے باوجود میرے ملک میں تصرف کیا لہٰذا ہم نے تیرا نام دیوانِ سعداء سے نکال کر اشقیاء کی فہرست میں شامل کر دیا ہے۔ پیغمبر وقت نے جب اس عابد کو فرمانِ الٰہی سے آگاہ کیا تو وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ پیغمبر وقت نے فرمایا کہ اے عقل مند! شقاوت کے درجہ پر پہنچنے پر کون سجدہ کرتا ہے اور یہ کون سا قانون ہے؟ عابد نے عرض کیا کہ حضور! میں اپنی شقاوت پر سجدہ نہیں کر رہا بلکہ اس امر پر سجدہ کر رہا ہوں کہ خواہ کسی بھی فہرست میں میرا نام ہو مگر اس کے دفتر میں میرا نام تو ہے۔ آپ علیہ السلام اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری عرض پہنچا دیں کہ جب مجھے جہنم میں ڈالا جائے تو مجھے اتنا عظیم الجثہ اور عریض وطویل کر کے ڈالا جائے کہ تمام موحدین کی جگہ مجھ سے بھر جائے اور میرے جہنم میں جانے کا فائدہ باقی تمام موحدین کو ہو اور وہ جنت میں چلے جائیں۔ اس ایثار اور خلوص پر رحمت الٰہی جوش میں آئی اور پیغمبر وقت پر وحی کا نزول ہوا کہ اس عابد سے کہہ دو کہ ابتلائے امتحان تجھے رسوا کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ تیرا اخلاص ظاہر کرنا مقصود تھا اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ تو قیامت کے دن جس کی شفاعت کرے گا وہ سب تیرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔

☆......☆......☆

حضرت احمد حماد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حاجت کے مقابلہ میں دوسروں کی حاجت پوری کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے کہ اتنے میں ایک شیر آیا اور اس نے ایک اونٹ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ پھر وہ شیر بلندی کی جانب چڑھ گیا اور ایک آواز دی جس سے جنگل کے تمام درندے جمع ہو گئے۔ شیر نے اونٹ کو چیر پھاڑ کر ان کے حوالے کیا اور خود بغیر کھائے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اس شکار پر لومڑی،

بھیڑیئے اور دیگر جانور سب نے ہلہ بول دیا اور جس کے ہاتھ جو لگا اس نے اڑا لیا۔ پھر شیر پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترا اور ابھی وہ بچا کھچا کھانا ہی چاہتا تھا کہ ایک لنگڑی لومڑی آئی شیر اسے دیکھ کر ہٹ گیا اور وہ لنگڑی لومڑی بھی شکم سیر ہونے لگی۔ جب وہ لومڑی واپس چلی گئی تو شیر دوبارہ آیا اور اس نے ایک ٹکڑا جو بچ گیا تھا وہ کھا لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران ایک جگہ پر ہٹ کر کھڑے رہے اور سارا منظر دیکھتے رہے۔ شیر نے واپس لوٹتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب نگاہ دوڑائی اور بزبانِ فصیح بولا کہ اے احمد حماد (رحمۃ اللہ علیہ)! لقمہ کا ایثار کرنا کتوں کا کام ہے اور مردانِ خدا تو زندگی کا ایثار کیا کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس شیر کا کلام سنا تو تائب ہو گئے اور تمام اشغالِ دنیا ترک کر کے یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں مصروفِ عبادت تھے۔ ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہم نشینی کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے باطن پر نگاہ ڈالی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے نفرت ہو گئی۔ وہ شخص بولا کہ میں نصرانی ہوں اور اقصائے بلادِ روم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہم نشینی کے ارادے سے آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سنی تو مطمئن ہو گئے اور اپنے ساتھ ٹھہرنے کی اجازت دے دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پاس کھانے کا کچھ انتظام نہیں اور ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں تمہیں اس جنگل میں ہماری صحبت سے کچھ تکلیف نہ ہو۔ وہ نصرانی کہنے لگا کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے پینے کے غم میں مبتلا ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا جواب اچھا لگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنے ہمراہ رکھ لیا کہ دیکھیں یہ شخص اپنے دعویٰ میں کتنا سچا ہے؟ سات روز مسلسل فاقہ میں بسر ہوئے اور ساتویں روز وہ شخص بھوک پیاس سے تنگ آ کر کہنے لگا کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا شہرہ سنا ہے اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ

میں نے جو کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا وہ جھوٹ ہے اس لئے کہ بھوک اور پیاس نے میری ساری طاقت سلب کر لی ہے۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر بارگاہِ الٰہی میں عاجزی سے جھکا لیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا اے اللہ! مجھے ایک کافر کے سامنے رسوا نہ کر، یہ میرے متعلق اچھا گمان رکھتا تھا اور تیرے کرم سے بعید نہیں کہ ایک کافر کو کے حسن ظن کو میرے ساتھ حسن اعتقاد تک پہنچا دے۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سر اٹھایا تو ایک طبق دیکھا جس میں دو روٹیاں اور دو پیالے پانی کے رکھے تھے۔ ہم دونوں نے یہ کھا پی کر تازگی حاصل کی اور چل دیئے۔ جب سات روز گزر گئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کا بھی تجربہ کر و اس نے میرا امتحان لیا تھا۔ میں نے اس نصرانی سے کہا کہ اب تمہاری باری ہے تم بھی مجاہدے کرتے رہے ہو۔ اس نے سر زمین پر کھا اور کچھ کہتا رہا۔ پھر ایک طباق ظاہر ہوا جس میں چار روٹیاں اور چار پیالے موجود تھے۔ میں حیران ہوا اور میں نے دل میں ارادہ کیا کہ میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا کہ یہ کھانا اس نصرانی کے لئے ہے اور اس کا کھانا کھانے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے مدد مانگ رہا ہوں۔ نصرانی نے جب کھانے کے لئے اصرار کیا تو میں نے کہا کہ میں اسے کرامت نہیں مانتا اور میں تیرے حال پر حیران ہوں۔ وہ نصرانی کہنے لگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش ہو جائیں کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دو بشارتیں دیتا ہوں اول کہ میں مسلمان ہوں اور دوم آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں بلند ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں نے سر سجدے میں رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی اور یہ طباق ظاہر ہو گیا۔

☆......☆......☆

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار اشرفیاں دریائے دجلہ میں پھینک دیں۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ پتھر پانی میں اچھے لگتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ

انہیں مخلوقِ خدا میں تقسیم فرما دیتے۔ فرمایا کہ سبحان اللہ! میں اپنے دل سے حجاب اٹھا کر مسلمان بھائیوں کے دلوں پر ڈال دیتا اور اللہ عزوجل کو کیا جواب دیتا؟ دین میں اس کی گنجائش کہاں ہے کہ میں اپنے مسلمان بھائی کو خود سے کمتر جانوں۔

☆......☆......☆

حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حبشی غلام کو دیکھا جو بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا۔ ایک کتا اس کے پاس آیا اس حبشی نے روٹی نکالی اور کتے کے آگے ڈال دی۔ کتے نے وہ روٹی کھا لی اور مزید کا خواہش مند ہوا۔ حبشی نے دوسری روٹی نکالی اور اسے دے دی۔ اس نے وہ بھی کھا لی۔ پھر مزید کا خواہش مند ہوا۔ اس حبشی نے تیسری روٹی نکالی اور وہ بھی کتے کے آگے ڈال دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حبشی سے پوچھا کہ تیری روزانہ کی خوراک کتنی ہے؟ اس نے کہا کہ اتنی ہی جتنی تم نے دیکھی۔ میں نے دریافت کیا کہ پھر تو نے سب کتے کو کیوں ڈال دی؟ وہ بولا کہ یہاں نزدیک کوئی کتے نہیں اور یقیناً یہ کہیں دور سے آیا ہے مجھے اچھا نہ لگا کہ اس کی محنت ضائع جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس حبشی غلام کی بات اچھی لگی اور میں نے وہ چراگاہ اور بکریاں خرید کر اس حبشی غلام کے حوالے کر دیں، پھر اس حبشی غلام کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ اس حبشی غلام نے وہ بکریاں صدقہ کر دیں اور چراگاہ کی زمین وقف کر کے خود نامعلوم سمت روانہ ہو گیا۔

☆......☆......☆

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں حج کر کے آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ جب تو حج کے لئے نکلا اور تو اپنے وطن سے کوچ کرنے لگا تو کیا تو نے اپنے گناہوں سے کوچ کیا تھا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ

مجھے اس کی خبر نہیں تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو پھر تمام منازل طے نہیں کر پایا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا جب تو نے احرام باندھا تو مقیات میں صفاتِ بشریت سے علیحدہ ہوا جس طرح کپڑوں کو خلافِ عادت خود سے علیحدہ کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو نے احرام باندھا ہی نہیں۔ پھر دریافت کیا جب تو عرفات میں کھڑا تھا تو کیا تجھے کشف و مشاہدہ کا فرق واضح ہوا؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے تو عرفات میں کھڑا ہی نہ ہوا۔ پھر دریافت کیا کہ جب تو مزدلفہ پہنچا تو کیا تو نے تمام نفسانی خواہشات کو خود سے جدا کیا؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو مزدلفہ گیا ہی نہیں۔ پھر دریافت فرمایا کہ جب تو نے طوافِ کعبہ کیا تو کیا تو نے جمالِ حق کا مشاہدہ کیا؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تو نے طوافِ کعبہ بھی نہیں کیا۔ پھر دریافت فرمایا کہ تو نے جب صفا و مروہ میں سعی کی تو تجھے صفا کا مقام اور راہِ حق پر گزرنے کا درجہ معلوم ہوا؟ اس نے عرض کیا مجھے اس کا فرق بھی محسوس نہیں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تو نے سعی بھی نہیں کی۔ پھر دریافت فرمایا کہ جب تو منیٰ پہنچا تو کیا تیری ہستی تجھ سے جدا ہوئی؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تو نے منیٰ میں بھی قیام نہیں کیا۔ پھر دریافت فرمایا جب تو قربانی کرنے لگا تو کیا اپنی نفسانی خواہشات کو بھی قربان کیا؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تو نے قربانی بھی نہیں کی۔ پھر دریافت فرمایا کہ جب تو شیطان کو کنکریاں مار رہا تھا تو کیا اس وقت تو نے اپنی خواہشات کو بھی کنکریوں کی طرح پھینکا؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر تو نے وہ کنکریاں بھی نہیں پھینکیں۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ تو جا اور دوبارہ جا کر حج کر کہ تیرا حج قبول نہیں ہوا اور تو ایسا حج کر جیسا میں نے تجھے بتایا۔

☆......☆......☆

بنی اسرائیل کا ایک راہب جس کا نام جریج تھا اس کی والدہ کے پاس ایک گہوارہ تھا۔ ایک دن وہ اپنے بیٹے کو دیکھنے نکلی تو اس نے بیٹے کو ایک حجرہ میں عبادت میں مصروف پایا اور بیٹے نے اس کے لئے دروازہ نہ کھولا۔ دوسرے دن وہ پھر گئی تو بیٹا اسی طرح عبادت میں مصروف تھا اور اس نے دروازہ نہ کھولا۔ تیسرا دن ہوا اور وہ پھر بیٹے کے پاس گئی تو بیٹا حسب معمول عبادت میں مصروف تھا اور اس نے دروازہ نہ کھولا۔ چوتھے روز بھی اسی طرح ہی ہوا۔ اس راہب کی والدہ نے تنگ آ کر دعا مانگی کہ الٰہی! اسے رسوا کر دے کہ اسے ماں کے حقوق کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ اس زمانہ میں ایک بدکار عورت تھی جس نے گمراہی میں مبتلا کسی گروہ سے وعدہ کیا کہ میں جریج کو بدنام کروں گی اور اس نے ایک دن موقع پا کر جریج کے حجرہ میں قدم رکھ لیا۔ جریج نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ وہ عورت کسی چرواہے کے ساتھ فعل بد میں مبتلا ہو چکی تھی اور ایک بچے کو پیدا کر چکی تھی۔ اس نے شور مچا دیا کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے جریج پر دھاوا بول دیا اور پھر اسے پکڑ کر بادشاہِ وقت کی عدالت میں پیش کر دیا۔ عدالت میں وہ عورت بھی اپنے بچے کے ہمراہ موجود تھی۔ جریج نے اس بچے سے کہا کہ تو بتا کہ تیرا باپ کون ہے؟ وہ بچہ جو ابھی گود میں تھا اور بول نہ سکتا تھا اللہ عزوجل کی قدرت سے اسے قوتِ گویائی عطا فرمائی گئی اور اس نے کہا کہ میری والدہ نے جریج پر جھوٹا الزام لگایا ہے اور میرا باپ ایک چرواہا ہے۔ اس گواہی کے بعد جریج کی جان بخش دی گئی۔

☆......☆......☆

ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کو گود میں لئے گھر کے دروازے پر بیٹھی تھی اور وہ بچہ گود میں کھیل رہا تھا۔ اس دوران ایک حسین وجمیل سوار وہاں سے گزرا۔ اس عورت نے دعا مانگی کی الٰہی! میرے بچے کو اس سوار کی مانند بنا دے۔ بچہ نے ماں کی دعا سنی تو

کہا کہ الٰہی! مجھے اس سوار کی مانند رسوا نہ کر۔ کچھ عرصہ بعد ایک بدنام عورت وہاں سے گزری اور وہ عورت حسب معمول اپنے بچے کو گود میں لے کر دروازے پر بیٹھی تھی اس نے دعا کی کہ الٰہی! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچہ بولا کہ الٰہی! مجھے اس عورت کی مانند بنا دے۔ بچہ کی ماں نے حیرانگی سے بچے سے دریافت کیا تو وہ بولا کہ وہ سوار جابر اور ظالم گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور یہ عورت نیک خصلت ہے جسے لوگ برا جانتے ہیں۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ یہاں تو دودھ موجود ہے اور آپ کو پانی کی طلب یہاں کہاں ہوئی؟ میں نے کہا کہ اس وقت تو مجھے پانی کی طلب ہے؟ اس نے اپنی لکڑی پکڑی اور ایک پتھر پر ماری، پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ میں حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا حیرانگی کی بات نہیں جب بندہ اپنے رب کا مطیع ہو جاتا ہے تو سارا جہان اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔

☆......☆......☆

ایک بدکار مرد جس نے زندگی میں کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا مگر توحید پر قائم تھا اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری خاک کو جنگل میں لے جا کر آدھی آندھی کے وقت اڑا دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا چنانچہ جب وہ مر گیا تو پسماندگان نے ایسا ہی کیا۔ اللہ عزوجل نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ ساری خاک پیش کرے اور پانی کو حکم دیا کہ وہ بھی ساری خاک پیش کرے۔ پھر اس خاک کا مجسمہ بنا کر بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا گیا۔ اللہ عزوجل نے دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے شرم نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔ اللہ عزوجل نے اس کی بات سنی تو اسے بخش دیا۔

☆......☆......☆

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں ظاہری وضو کرتا ہوں اور پھر باطنی وضو کرتا ہوں۔ ظاہری پانی سے میری ظاہری نجاست صاف ہوتی ہے اور باطنی پانی سے باطن کی صفائی ہوتی ہے۔ پھر مسجد جاتا ہوں تو خانہ کعبہ میرے سامنے ہوتا ہے اور مقام ابراہیم دونوں ابروؤں کے درمیان اور دائیں جانب جنت ہوتی ہے اور بائیں جانب جہنم ہوتی ہے۔ پل صراط پر میرا قدم ہوتا ہے اور ملک الموت میرے پیچھے ہوتا ہے پھر میں تکبیر کہتا ہے اور باادب قیام کرتا ہوں اور قرأت خوفناک حالت میں کرتا ہے اور رکوع تواضع کے ساتھ کرتا ہوں، سجود تبضرع کے ساتھ، جلسہ حکم اور وقار کے ساتھ اور سلام شکر کے ساتھ پھیرتا ہوں۔

☆......☆......☆

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک عابدہ کو دیکھا جسے نماز کے دوران بچھو نے چالیس مرتبہ ڈنک مارا مگر اس کے چہرے پر تغیر نہیں آیا اور نہ ہی اس نے نماز ختم کی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ اماں جان! آپ نے نماز ختم کیوں نہ کی؟ وہ بولیں کہ صاحبزادے! ابھی تم چھوٹے ہو اور تم نہیں جانتے کہ اللہ عزوجل کے حکم میں اپنا کام کرنا ناجائز ہے۔

☆......☆......☆

حضرت ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں مرضِ آکلہ ہو گیا اور اس مرض میں گوشت گل سڑ کر گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ طبیبوں نے علاج بتایا کہ پاؤں کاٹنا پڑے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منظور نہ کیا۔ مریدوں نے کہا کہ جس وقت شیخ نماز میں مصروف ہوں اس وقت ان کا پاؤں کاٹ دیا جائے چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول ہوئے تو

طبیب نے پاؤں کاٹ دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پاؤں کٹا ہوا تھا۔

☆......☆......☆

نیشاپور کا ایک سوداگر حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا۔ اس کے پاس سونے کا ٹکڑا اور دینار تھے۔ اس نے ایک دن دل میں خیال کیا کہ میں راہِ خدا میں سونے کا ٹکڑا دے دوں گا۔ پھر خیال آیا کہ سونے کا ٹکڑا دینا ضروری نہیں میں دینار دے دوں گا۔ پھر خیال آیا کہ دینار دینا بھی لازم نہیں اور میں ایک ریزہ زر دے دوں گا۔ پھر اس نے ایک ریزہ زر راہِ خدا میں دے دیا۔ جب وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ سے تنازعہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے حق تعالیٰ سے تنازعہ کیا اور تو نے اللہ عزوجل کی راہ میں سونا دینے کی بجائے ایک ریزہ زر دے دیا۔

☆......☆......☆

حضرت ابوسہل صعلوکی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی درویش کے ہاتھ پر صدقہ نہ دیتے اور جو کسی کو بخشش فرماتے کسی کے ہاتھ میں دینے کی بجائے زمین پر رکھ دیتے تھے تاکہ سائل خود ہی اٹھا لے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دینار کی قدر نہیں جو مسلمان کے ہاتھ کی قدر ہے اور اگر میں کسی کے ہاتھ میں دوں گا تو میرا ہاتھ اونچا اور اس کا نیچے ہوگا جو مجھے گوارہ نہیں ہے۔

☆......☆......☆

حضرت شیخ ابوالفرس طاؤس رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں بغداد پہنچے اور مسجد شونیریہ میں امامت کی ذمہ داری ان کے سپرد ہوئی۔ انہیں مسجد سے ملحقہ ایک حجرہ بھی دیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں عید تک امامت فرماتے رہے۔ تراویح میں روزانہ پانچ قرآن

مجید ختم کیا کرتے تھے۔ ہر رات خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک روٹی دے جاتا تھا۔ جب عید کی نماز کے بعد خادم نے حجرہ میں جا کر دیکھا تو تیس کی تیس روٹیاں ویسے ہی موجود تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بھی تناول نہ فرمائی تھی۔

☆......☆......☆

ایک درویش کوفہ سے مکہ معظّمہ جانے لگا۔ راستہ میں اس کی ملاقات حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ درویش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحبت کے لئے ایک کا امیر اور دوسرے کا فرمانبردار ہونا ضروری ہے۔ درویش نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امیر بنیں میں فرمانبردار بنوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تجھ پر میری اطاعت لازم ہے اور تو میری حکم عدولی نہیں کرے گا۔ اس درویش نے بات مان لی۔ وہ درویش بیان کرتا ہے کہ جب ہم اگلی منزل پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کنوئیں سے پانی نکالنے لگے۔ اس وقت موسم بے حد سرد تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر لکڑیاں جمع کیں اور پانی گرم کیا اور جب میں کسی کام کا ارادہ کرنے لگتا تو مجھے حکم دیتے کہ تم بیٹھ جاؤ اور میں بیٹھ جاتا۔ شام ہوئی اور سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گوڈری مجھے اوڑھا دی اور صبح تک میرے سرہانے کھڑے رہے۔ مجھے شرم آ رہی تھی مگر جو شرط ہمارے مابین طے تھی اس کی وجہ سے خاموش تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضور! اب میں امیر بنتا ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے فرمانبردار ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ پھر جب ہم اگلی منزل پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کام کرتے رہے تھے وہ میں نے کرنے چاہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نافرمان وہ ہوتا ہے جو امیر کو اپنی خدمت کا موقع دے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کام اپنے ہاتھوں سے کئے اور ہمارا مکہ مکرمہ تک یہی حال رہا۔ آخر مجھے شرم محسوس ہوئی اور میں خاموشی سے ان سے علیحدہ

ہو گیا۔ پھر ہماری ملاقات منیٰ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ درویشوں کی صحبت ایسے اختیار کرو جیسے میں نے تمہارے ساتھ کی۔

☆......☆......☆

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے ایک شخص جو کہ مسافر تھا مہمان ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مہمان نوازی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ وہ جس چیز کی بھی فرمائش کرتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے مہیا کرتے۔ پھر جب اس کی فرمائش بڑھتی چلی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھے بازار جانا چاہئے کہ تو بازاری شخص ہے اور ہماری صحبت کے لائق نہیں ہے۔

☆......☆......☆

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ وہ بچہ جب ماں سے کچھ کھانے کے لئے مانگتا تو وہ کہتیں کہ اپنے رب سے مانگو۔ وہ بچہ محراب میں جاتا اور سجدہ میں چلا جاتا۔ ماں خفیہ طور پر اس کی مطلوبہ چیز دسترخوان پر رکھ دیتیں۔ پھر اس بچے کی عادت پختہ ہوتی چلی گئی اور وہ اللہ عزوجل کے حضور سر بسجود رہنے لگا۔ ایک دن ماں گھر میں موجود نہ تھیں اور بچہ جب مکتب سے لوٹا تو اس نے حسب معمول اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ اللہ عزوجل نے اس کے لئے کھانا غیبی طور پر بھیج دیا۔ اس بچے نے وہ کھانا نوش فرما لیا۔ جب ماں آئیں اور انہوں نے دیکھا کہ بیٹا کھانا کھا رہا ہے تو کھانے کے متعلق دریافت کیا۔ بیٹے نے کہا کہ ماں! کھانا وہیں سے آیا ہے جہاں سے روزانہ آتا ہے۔

☆......☆......☆

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا گزر عرب کے ایک قبیلہ سے ہوا اور میں اس قبیلہ کے سردار کے ہاں مہمان ہوا۔ جب میں مہمان خانے میں پہنچا تو

میں نے ایک حبشی کو دیکھا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور دھوپ میں تھا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا۔ پھر جب میرے لئے کھانا لایا گیا تو وہ سردار بھی آیا۔ میں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ اس سے زیادہ کوئی چیز عرب میں معیوب نہیں سمجھی جاتی کہ مہمان کھانا نہ کھائے۔ سردار نے مجھ سے کھانا نہ کھانے کی وجہ دریافت کی تو میں نے کہا کہ مجھے تیری مہربانی سے اور کچھ بعید نہیں ہے؟ اس نے کہا میرا تمام ملک پر تصرف ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تیرے ملک کی ضرورت نہیں ہے بلکہ میری خواہش یہ ہے کہ یہ غلام جو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اسے آزاد کر دیا جائے۔ اس نے کہا کہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر کوئی اعتراض نہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے اس کا جرم جان لیں۔ پھر اس سردار نے کہا کہ یہ غلام نہایت خوش الحان ہے اور میں نے اسے چند اونٹ دیئے تاکہ یہ کھیتوں میں جا کر دانہ وغیرہ لے آئے۔ اس نے ایک ایک اونٹ پر دو کے برابر وزن لادا اور راستہ میں گاتا ہوا آیا جس سے اونٹ مست ہو گئے اور دوڑتے ہوئے واپس آئے۔ جتنا بوجھ ان پر ہونا چاہئے تھا اس سے دوگنا تھا اور جب ان سے بوجھ اتارا گیا تو دو اونٹ مر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی بات سن کر حیران ہو گیا۔ پھر جب میں نے دلیل مانگی۔ اس دوران چند اونٹ گھاٹ پر پانی پینے آئے میں نے ان اونٹوں کے مالک سے پوچھا کہ یہ کتنے روز سے پیاسے ہیں؟ اس نے کہا کہ تین چار روز سے۔ میں نے اس غلام سے کہا کہ تو گانا گا کر انہیں بھی مست کر دے۔ اس نے گانا شروع کیا تو وہ پانی پینا بھول گئے اور مستانہ وار جنگل کی جانب دوڑ گئے اور پانی کی جانب رخ نہ کیا۔ پھر اس غلام کو سردار نے میرے کہنے پر آزاد کر دیا۔

☆......☆......☆

ایک مرد کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور دعا مانگ رہا تھا کہ الٰہی! میرے بھائیوں کو صالح بنا دے۔ لوگوں نے کہا کہ تو یہاں اپنے لئے دعا نہیں کر رہا اور اپنے بھائیوں کے

لئے دعا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں لوٹ کر اپنے بھائیوں میں جاؤں گا اور اگر وہ صالح ہوئے تو میں بھی ان کی صحبت سے صالح ہو جاؤں گا۔اور اگر وہ فساد میں مبتلا ہوئے تو میں ان کی صحبت میں فساد میں مبتلا ہو جاؤں گا اس لئے میں اپنے بھائیوں کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ ان کے ذریعے میرا مقصد بھی حل ہو جائے گا۔

☆......☆......☆

ابومسلم کے عہد میں ایک درویش پر چوری کا الزام لگا اور اسے قید خانے میں ڈلوا دیا گیا۔ ابومسلم کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے بھیجا ہے کہ اللہ عزوجل کے ایک بے گناہ دوست کو قید خانے میں ڈالا گیا ہے اٹھ اور ابھی جا کر اسے قید خانے سے رہا کروا۔ ابومسلم اٹھا اور ننگے سر، ننگے پاؤں بھاگتا ہوا قید خانے پہنچا اور اس نے حکم دیا کہ اس درویش کو باہر نکال کر لاؤ۔ جب وہ درویش آئے تو ابومسلم نے معذرت کی اور عرض کیا کہ حضور! کسی چیز کی حاجت ہو تو بتائیں؟ ان درویش نے فرمایا جس کا رب ایسا ہو کہ وہ آدھی رات کو ابومسلم کو بستر سے اٹھا کر میری رہائی کے لئے بھیج دے میں اس کے ہوتے ہوئے کسی غیر سے کیوں مانگ سکتا ہوں۔ یہ فرما کر وہ درویش وہاں سے رخصت ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی نے اپنی ماں سے کوئی چیز طلب کی تو ماں نے کہا کہ اللہ عزوجل سے مانگ۔ بیٹی نے کہا کہ ماں! مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنی نفسانی خواہش کے لئے اس سے مانگوں جبکہ تو بھی مجھے اگر عطا کرے گی تو وہ میری مقرر کردہ ہوگی۔

☆......☆......☆

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں محمد بن حسین علوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر

مقیم ہوئے۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے اور ان سے ملاقات کی۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوچہ طریقت میں رہتے چالیس برس گزر گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی کون سی چیز پائی جسے تسلیم کیا جائے؟ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا کہ مجھے تو سب سے بڑی چیز توکل ہی نظر آئی۔

☆......☆......☆

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابوالعباس شقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت فرما رہے تھے جس کا مفہوم ہے کہ اللہ عزوجل اس بندہ کی جو کسی شے پر قادر نہیں اس کی مثال دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نعرہ بلند کیا اور بے ہوش ہو گئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں آئے تو میں نے وجہ دریافت کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں گیارہ برس سے اس آیت پر ہوں اور اس سے آگے نہیں جا سکا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

منبع جود و فیض، مظہر نورِ خدا، سراج السالکین، امام المتقین، امام الاولیاء، امام الکاملین، حجۃ العارفین حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۵ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی، حضرت بہاؤ الدین نقشبندی، حضرت شیخ فرید الدین عطار اور دارالشکوہ رحمۃ اللہ علیہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۴۵۶ھ تحریر کی ہے۔

تذکرۃ الاصفیاء، تذکرہ الصلحا، تاریخ احسن میں تاریخ وصال ۴۶۴ھ بیان کی گئی ہے۔

تاریخ لاہور، فرہنگ آصفیہ، خزینۃ الاصفیاء، آبِ کوثر، تصوف اسلام، بزمِ صوفیاء، دائرۃ المعارف، نزہتہ الخواطر، مآثر الکلام اور تاریخ مخزن پنجاب میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۴۶۵ھ بیان کی گئی ہے۔

رچرڈ نکلسن نے اپنی تحقیق میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۴۶۵ھ بیان کی ہے اور کثیر محققین اس قول پر متفق ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک کے اندرونی دروازہ پر جو قطعہ درج ہے اس میں ۴۶۵ھ کو سن وصال قرار دیا گیا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک کے احاطہ کی اندرونی ڈیوڑھی پر

ذیل کا قطعہ کندہ ہوا ہے۔

ایں روضہ کہ بانیش شدہ فیض است
مخدوم علی راست کہ باحق پیوست
در ہستی ہست نیست شد ہستی یافت
زاں سال وصالش افضل آمداوہست

۴۶۵ھ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی مسجد کے دروازہ پر ذیل کا قطعہ کندہ ہے۔

خانقاہِ علی ہجویری ست
خاک جاروب از ورش بردار
طوطیا کن ہدیدۂ حق بین
تا شوی واقف در اسرار
چونکہ سردار ملک معنے بود
سال وصلش برآید از سردار

۴۶۵ھ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں مدفون کیا گیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

مزارِ پاک کی تعمیر

روضہ پُرنور پاکش در زمیں ہمچوں بہشت
بہرہ در از فیض عامش خاص و عام و خوب و رخشت
تیر رفتہ باز گرداند بدل ساز و سرشت
خوش بسفتہ دُرّ اوصافش معین الدین چشت

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک سلطان ابراہیم غزنوی نے تعمیر کروایا۔
سلطان ابراہیم غزنوی جب لاہور آیا تو وہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا اور اس نے حکم دیا کہ جتنے عالی مرتبت یہ بزرگ تھے اتنا ہی عالی شان ان کا مزارِ پاک تعمیر کیا جائے۔

آفتابِ فیض ہے تو فقر کا مہر منیر
صاحب تاج کرامت ملک معنی کا امیر

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اردگرد دو قبریں ہیں جن میں سے ایک حضرت شیخ احمد سرخسی اور دوسری حضرت شیخ ابوسعید ہجویری رحمۃ اللہ علیہم کی ہے۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گنبد حاجی احمد سادھو کشمیری نے ۱۸۶۱ء میں تعمیر کروایا۔
حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی تعمیر نو اور چھت کی مرمت رنجیت سنگھ نے کروائی اور مزارِ پاک کے گرد پنجرہ چوبی ہشت پہلو بھی رنجیت سنگھ کے زمانہ میں تعمیر کروایا گیا۔

مولوی فیروز دین نے ۱۹۴۳ء میں لکڑی کی جالیاں نکلوا کر سنگ مرمر کی دیدہ زیب جالیاں لگوائیں اور گنبد پر بیش قیمت اور چمکدار چینی کی ٹائلیں لگوائیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے تعویذ کے سرہانے ایک حوض ہے جس کا پانی زائرین پیتے ہیں اور تبرک کے طور پر اپنی آنکھوں اور جسم پر لگاتے ہیں۔ اس حوض کے متعلق مشہور ہے کہ یہ دارالشکوہ نے تعمیر کروایا۔ دارالشکوہ، حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوا تو اس نے دیکھا کہ یہاں ایک درخت ہے جسے لوگ عقیدت میں پوجنے لگ گئے ہیں۔ اس نے اس بات کا ذکر حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا اور حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حکم دیا کہ یہ درخت یہاں سے اکھاڑ دو اور یہاں ایک چھوٹا حوض بنا دو۔ چنانچہ یہ کام حاجی علی الدین کے سپرد ہوا اور انہوں نے درخت اکھاڑ کر اس کی جگہ حوض تعمیر کیا۔

عرس مبارک

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ماہِ صفر کی ۱۹ اور ۲۰ تاریخ کو ہوتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر غسل کی تقریب ۹ محرم الحرام کو ہوتی ہے۔غسل کے وقت ہزاروں من عرقِ گلاب استعمال کیا جاتا ہے اور غسل کی تقریب میں کئی اعلیٰ شخصیات اور دیگر مزاروں کے سجادہ نشین حاضر ہوتے ہیں۔عرس کے موقع پر عوام الناس کا ایک ہجوم ہوتا ہے اور لاکھوں زائرین حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر عرس مبارک کی تقریبات میں قرآن خوانی، نعت خوانی اور محافل سماع کا انعقاد کیا جاتا ہے۔عرس مبارک کی پر رونق تقریبات میں شرکت کے لئے لوگوں کے قافلے ملک بھر سے اور دیارِ غیر سے خصوصی شرکت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر عرس مبارک کے علاوہ جمعرات کو بھی عوام الناس کا ایک ہجوم ہوتا ہے۔جمعرات کو بعد نمازِ عشاء ہونے والی خصوصی دعا میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد شرکت فرماتی ہے۔اس کے علاوہ جمعہ کے روز نمازِ جمعہ کے وقت بھی عوام الناس کی ایک کثیر تعداد مزارِ پاک پر حاضر ہوتی ہے۔

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن ، اپنا تو بن

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مزارِ پاک کے پہلے سجادہ نشین اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا کہ وہ ہندو جوگی تھے اور ان کا نام رائے راجو تھا اور لاہور کے گورنر تھے وہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے مسلمان ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ رکھا تھا۔

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی حالت حالت سنور گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بسر کی۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ پیار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ صوفی باعمل تھے اور حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیضیافتہ تھے اس لئے ان کے وصال کے بعد ان کے مشن کو جاری رکھا اور تبلیغ اسلام کی سرگرمیوں کو ماند نہ پڑنے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ۱۱۰ برس عمر پائی۔

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی فیض نظر سے کچھ ہی عرصہ میں قرآن پاک کی تعلیم، شریعت وطریقت کے اسرار و رموز کی تعلیم حاصل کر لی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد لوگوں میں روحانیت کے موتی لٹانے شروع کئے۔

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں امامت کے فرائض انجام دینا شروع کیے۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ضعیف العمری میں اپنے ایک مرید کی بیٹی سے کیا جن سے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے طفیل اللہ عزوجل نے حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک کو جاری کیا جو مزارِ پاک کی سجادہ نشین چلی آرہی ہے۔

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک ہی اولادِ نرینہ ہوئی۔ فرزند کا نام حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ لطفی (رحمۃ اللہ علیہ) رکھا اور پھر بارہ پشتوں تک ان کے ہاں نرینہ اولاد ہی ہوتی رہی۔

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے پاس جانب مشرق جہاں آج خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہے وہاں مدفون کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ۴ ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ

صحبت اہل صفا ، نور وحضور و سرور
سرخوش و پرسوز ہے لالہ لب آبجو
راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مرے رہ گئی ایک مری آرزو

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی واحد اولاد ہیں جو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے تولد ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک "شیخ لطفی (رحمۃ اللہ علیہ)" حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ہی رکھا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں بسر کیا اور ابتدائی دینی تعلیم حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ پھر حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مزارِ پاک کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور مسجد کی امامت کے فرائض بھی انجام دینا شروع کیے۔

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کو مٹی کی جگہ پختہ کیا اور اردگرد ایک چبوترہ بھی تعمیر کروایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ایک نومسلم گھرانہ میں ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک ہی فرزند جس کا

نام حضرت شیخ عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ رکھا گیا تولد ہوا۔

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بے شمار بادشاہوں نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بے شمار نذرانہ اور تحفہ جات پیش کئے جن کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ پاک کی توسیع کروائی اور زائرین کی خدمت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ مال و زر سے بے نیاز تھے اس لئے ساری زندگی درویشانہ ہی بسر کی۔

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ جب مزارِ پاک کے سجادہ نشین تھے اسی زمانہ میں سلطان الہند، خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تھے اور مزارِ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر معتکف ہوئے تھے۔

حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی شبانہ روز محنت اور تبلیغی سرگرمیوں سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

چشتی تجھ پر فخر کرتے ہیں قادری تجھ پر فدا ہوتے ہیں
سہروردیوں کا تو جبہ ہے نقشبندی تجھ پر ناز کرتے ہیں
صابری ہوں یا نظامی یا پھر سلیمانی گدا
صدق دل سے ہے ہر ایک قائل تیرے اوصاف کا

بحر علوم طریقت و شریعت خواجہ معین الدین چشتی المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے اس درجہ عشق تھا کہ سایہ کی طرح ساتھ لگے رہتے تھے۔ جہاں کہیں شیخ جاتے تھے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ان کا بستر خواب' توشا اور پانی کا مشکیزہ کندھے پر ڈالے اور دوسری ضروری اشیاء سر پر رکھے ہمراہ ہوتے تھے۔ جہاں پیر و مرشد قدم رکھتے تھے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آنکھیں بچھاتے تھے۔ کامل بیس برس خدمت و اطاعت میں گزار دیئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک سے معرفت اور حقیقت کی باتیں سیکھیں۔ فقیری کے اسرار سربستہ سے آگاہی حاصل کی۔ اس عرصہ میں حضرت خواجہ معین الدین

چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دن کو دن نہ سمجھا اور رات کو رات نہ سمجھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد صرف شیخ کی خدمت تھی۔ اسی خدمت و اطاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ نعمت عطا فرمائی جس کا اندازہ دشوار ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک پیر و مرشد کی خدمت بابرکت میں حاضر رہا۔ اس عرصہ میں کسی لمحہ بھی اپنے نفس کو آرام نہیں دیا۔ نہ رات کو رات سمجھا اور نہ ہی دن کو دن۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر فرماتے تھے میں بستر خواب اور دیگر سامان اپنے سر پر لئے حاضر رہتا تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری یہ خدمت اور اطاعت شعاری دیکھی تو مجھے وہ نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی حد و غایت نہیں تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کے حکم سے سفر حجاز پر روانہ ہوئے۔ حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد مدینہ منورہ۔ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ مدینہ منورہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی اور ہندوستان کی ولایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوئے اور معتکف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ مبارک پر چالیس دن تک چلہ کیا لیکن زیارت باسعادت نصیب نہ ہوئی۔ چالیسویں دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

چنانچہ اس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ہند پر اپنی مہر ثبت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان الہند کا خطاب دیا اور اجمیر جانے

کا حکم دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ عزوجل کا نام سنے یا قرآن مجید میں پڑھے تو اس کا دل نرم ہو جائے۔ اللہ عزوجل کا خوف دل میں جاگزیں ہو جائے۔ اعتقاد اور ایمان میں زیادتی ہو۔ اگر معاذ اللہ! اللہ عزوجل کا ذکر سننے یا قرآن شریف سننے سے دل نرم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ پکے اور سچے مسلمانوں کی نشانی یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ عزوجل کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ عزوجل کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر یقین رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کے ایک عاشق کو بغداد کے ایک قبہ میں دیکھا اس مردِ خدا پر ایک ہزار کوڑوں کی مار پڑی اور اسے خبر تک نہ ہوئی۔ کسی اللہ والے نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس عاشق خدا نے جواب دیا کہ محبوب میرے سامنے تھا اور میں اس کے مشاہدہ میں گم تھا اس لئے مجھے کچھ خبر نہ ہوئی کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے؟

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

شمس العارفین، شیخ طریقت، شمس الحقیقت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے نابغہ روزگار، علوم شریعت وطریقت میں کامل اور یکتائے زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوا کا وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی نگرانی میں ہوئی۔ والدہ نے چاہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے نماز کے عادی ہو جائیں اس لئے والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتیں اور فرمایا کرتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ مسعود! تم نے آج نماز پڑھی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں! اماں نماز پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول جاتیں تو وہ پڑیا بدستور آپ رحمۃ اللہ علیہ

کو مل جاتی چنانچہ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غزنی میں میری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوئی جو اہل محبت میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ اے درویش! عشق الٰہی کی انتہا ہے یا نہیں۔ وہ فوراً چیخ پڑے اور مجھے کہا اے جھوٹے! عشق الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت خدا کی آگ وہ تلوار ہے جو جس جسم سے بھی گزرتی ہے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے دل میں جو ولولہ و زمزمہ عشق موجود ہے اسی دن سے ہے جب یہ اس کے ولولہ و شیفتہ ہو گئے۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اتنی خوبصورت نعمتیں تمہارے دل میں سکونت پذیر ہو گئی ہیں۔ روح جو جملہ اعضائے انسانی کی بادشاہ ہے۔ تخلیق کے وقت ہی دل دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں عشق ہے وہاں دل ہے۔ ان باتوں کی قدر وہی جانتا ہے جس کے دل میں اسرار و انوار دوست مسکن پذیر اور عشق کے ڈیرے ہوں۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پاک پتن سے مزارِ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو برہنہ پاؤں پاک پتن سے پیدل چلتے ہوئے آتے اور لاہور ضلع کچہری کے نزدیک واقع ایک مقام پر قیام فرماتے۔ جب حاضری کی اجازت ملتی تو گھٹنوں کے بل مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ واقع ضلع کچہری لاہور جو ٹبہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے آج بھی مرجع گاہ ہے۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا حاضر ہونا

خلوت نشینی کے بعد لاہور میں قیام کے دوران حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر وبیشتر حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزارِ پاک میں موجود تھے اور سینکڑوں طالبانِ حق بھی حاضر خدمت تھے لوگ اپنے نعتیہ کلام سنا رہے تھے۔ اس موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پنجابی نعت پڑھی اور سب لوگوں کو حیران کر دیا اور لوگوں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نعت سننے کے بعد ایک مستانہ کیفیت طاری تھی۔

جدوں احد ایک اکلا سی ، نہ ظاہر کوئی تجلا سی
نہ رب رسول نہ اللہ سی نہ جبار تے نہ قہار
بے چون و بے چگونہ سی بے شبہ تے بے نمونہ سی
نہ کوئی رنگ نمونہ سی ہن ہویا گونا گونا ہزار
پھر کن کیہا فیکون کمایا بے چونی تو چون بنایا
"احد" دے وچ "میم" رلایا تاہیو کیتا ایڈ پسار
ہن میں لکھیا سوہنا یار جس دے حسن دا گرم بزار
پیر پیغمبر اس دے بردے ، انس ملائک سجدے کردے
سر قدماں دے اتے دھردے ، سب توں وڈی اوہ سرکار

تجوں مسیت تجوں بت خانہ برتی رہاں نہ روزہ جاناں
بھلا وضو نماز دوگانہ تیں پر جان کراں نثار
جو کوئی اس نوں لکھیا چاہے بے وسیلے نہ لکھیا جائے
شاہ عنایت بھیت بتائے تاہیں کھلے سب اسرار
ہن میں لکھیا سوہنا یار جس دے حسن دا گرم بزار

اس محفل میں شرکت کے بعد اور اس نعت کو پڑھنے کے بعد حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں دیدارِ مصطفیٰ کی لگن مزید بڑھ گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں سے رخصت ہونے کے بعد اپنے مرشد پاک سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خواہش ظاہر کی اور پھر مرشد پاک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس خواہش کو پورا فرمایا اور اپنے لئے بھی عین سعادت قرار دیا۔

دارالشکوہ کی عقیدت

دارالشکوہ نے اپنی تصنیف ''سفینۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چالیس روز حاضر ہوتا اس کی مراد پوری ہو جاتی تھی۔ میں بھی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوتا رہا اور میرے دل کی مراد پوری ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اللہ عزوجل نے میری حاجت روائی فرمائی۔

گنج بخشی آپ کی آفاق میں مشہور ہے
دلدہی خستہ دلوں کی آپ کا دستور ہے
نزعہ اعداء میں یہ قلب حزیں محصور ہے
یا علی امداد کیجئے منتظر مہجور ہے

حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرشد حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کی کہ تم حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے رہنا۔ حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً بارہ برس تک حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ بعد نمازِ عصر حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے اور بعد نمازِ فجر لوٹتے تھے۔ بارہ برس یونہی گزر گئے۔

تحقیقاتِ چشتی میں ہے کہ حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے چھبیس برس مسلسل حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور چھبیس برس بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں اپنے معاصرین کا ذکر بھی کیا ہے اور فرمایا ہے اگر میں ان کا ذکر نہ کروں تو میری اس کتاب کا مقصد فوت ہو جائے گا اور یہ حضرات مشائخین اور صوفیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم ہیں اور یہ سب اربابِ معانی سے ہیں اور ان کا اصحابِ رسوم سے کوئی تعلق نہیں۔

عراق اور شام کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ زکی بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن المصباح صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شیخ ابوالقاسم سدی رحمۃ اللہ علیہ

فارس کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ الشیوخ ابوالحسن بن سالبہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت شیخ ابواسحاق بن شہریار گاذرنی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شیخ ابوالحسن بن بکران رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شیخ ابومسلم ہروی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت شیخ ابوالفتح سالبہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت شیخ ابوطالب رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت شیخ ابوالفتح سالبہ رحمۃ اللہ علیہ

آذربائیجان، کوہستان اور طبرستان کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ شفیق فرح رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت شیخ ابوعبداللہ جنیدی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت شیخ ابوطالب مکشوف رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت شیخ حسن سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت شیخ سہلکی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت شیخ احمد بن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت شیخ ادیب کمندی رحمۃ اللہ علیہ

کرمان کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ علی بن حسین کیرکانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت شیخ محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ

خراسان کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن علی الجوینی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت شیخ ابوجعفر ترشیزی رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت شیخ محمود نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت شیخ محمد معشوق رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت شیخ جمرۃ الحب رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت شیخ رشید مظفر رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت شیخ احمد نجار سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت شیخ احمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن علی الاسود رحمۃ اللہ علیہ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ میری خراسان میں قریباً تین سو سے زیادہ مشائخ سے ملاقات ہوئی اور میں نے ہر ایک کو دوسرے سے جدا پایا اور ان میں سے ہر ایک تمام جہان کے لئے کافی ہے۔

ماوراء النہر کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن حسین حرمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت شیخ ابومحمد پالغری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شیخ احمد ایلاقی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شیخ حارث رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت شیخ زمن علی بن ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ

غزنی کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

۱۔ حضرت شیخ ابوالفضل بن اسدی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت شیخ اسماعیل تاشی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شیخ سالار طبری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شیخ ابوعبداللہ معروف رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت شیخ سعید بن ابی سعید عیار رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت شیخ ابوالعلاء عبدالرحیم بن احمد سعدی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت شیخ اوحد حضرت قصورہ بن محمد جزوری رحمۃ اللہ علیہ

اقوال وارشادات

☆ جس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کو بشریت کی نگاہ سے دیکھا تو لازماً ان کی حقیقی تعظیم بھی اس کے دل سے رخصت ہوگئی۔

☆ جس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کو حقیقت وابدیت کی نگاہ سے دیکھا تو ان کا اس دنیا سے جانا یا اس میں رہنا اس کے نزدیک یکساں ٹھہرا۔

☆ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاک قلب کا دنیائے فانی سے آزاد وفارغ ہونا ایسے تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جو کچھ بھی آتا تھا وہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے تاکہ دین کے فروغ میں مدد مل سکے۔

☆ فقیر وہ ہے جس کی ملکیت کوئی شے نہ ہو۔

☆ صوفی وہ ہے جو خود سے فانی اور حق کے ساتھ باقی ہے۔

☆ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعمیل ہی انسان کو اللہ عزوجل کا قرب عطا فرماتی ہے۔

☆ تصوف اخلاقِ حسنہ کا دوسرا نام ہے۔

☆ آدابِ فقر کی بجا آوری کے لئے گدڑی لازمی جزو نہیں ہے۔

☆ جس طرح لوگ مخلوقات کے قبول کرنے سے خوشی محسوس کرتے ہیں اور فخر محسوس کرتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ علیہم بھی مخلوقات کی ملامت سے خوش وخرم

ہوتے ہیں۔

☆ عارفِ حق خلقت سے الگ اور حق کے ساتھ پیوستہ ہوتا ہے۔

☆ اللہ عزوجل کے دوستوں پر آرام حرام ہے۔

☆ اللہ عزوجل کی معرفت اس سے خوف کا تقاضا کرتی ہے۔

☆ حق تعالیٰ کی خالص محبت نفس کی دشمنی سے حاصل ہوسکتی ہے۔

☆ جو حق تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ حلال رزق کھاتا ہے۔

☆ زبان کی حفاظت کم اور سچ بولنے سے ہوتی ہے۔

☆ علم دین میں آسانی طلب کرنا عوام الناس کا درجہ ہے۔

☆ جب تو مشاہدہ کرو کہ لوگ دینی کاموں میں رخصت طلب کر رہے ہیں تو جان لو کہ ان سے راہِ حق میں کچھ بھی نہیں ہونے لگا۔

☆ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول اپنے نفس کے عارف اور ان کا شغل مجاہدہ و ریاضت ہوتی ہے دوم عارفِ حق جن کا شغل اللہ عزوجل کی خدمت اور ان کی عبادت و رضا جوئی ہوتا ہے۔

☆ خوش بخت وہ شخص ہے جس کے دل میں ماسوائے اللہ عزوجل مردہ ہو اور وہ حق تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو۔

☆ مومن کا دل شہوتوں کا تابع نہیں ہوتا۔

☆ ایمان کو حق تعالیٰ کے ساتھ انس حاصل ہے۔

☆ حق کے ساتھ ملنا اس کے غیر سے علیحدگی ہے۔

☆ دل اللہ عزوجل کی معرفت کا محل ہے اور کعبہ سے جو جہت عبادتِ الٰہی ہے زیادہ بزرگ ہے کعبہ تو وہ مقام ہے کہ عبادت میں بندہ کی نظر اس پر لگی ہوتی ہے جبکہ دل وہ مقام ہے کہ اس کی نظر ہمیشہ حق تعالیٰ پر ہوتی ہے۔

☆ جب اللہ عزوجل کسی کو اپنی معرفت سے نواز دے تو پھر اس کے لئے لازم ہے کہ وہ معصیت کے ذریعے خود کو ذلیل و رسوا نہ کرے۔

☆ انسان کی بزرگی اور رتبے کی بلندی معجزوں سے نہیں عصمت اور کردار کی صفائی سے ہے۔

☆ نیکی کی توفیق اللہ عزوجل کے قبضہ میں ہے۔

☆ سارے ملک کا بگاڑ ان تین گروہوں کے بگڑنے پر موقوف ہے۔ اول حکمران جب بے علم ہوں' دوم عالم جب بے عمل ہوں اور سوم جب فقراء بے توکل ہوں۔

☆ انسان کی نجات دین و شریعت کے اتباع میں اور اس کی ہلاکت دین و شریعت کی مخالفت میں ہے۔

☆ جس کام میں نفسانی غرض آ جائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

☆ علم بہت ہیں اور انسانی عمر تھوڑی ہے اس لیے تمام علوم کا سیکھنا انسان پر فرض نہیں البتہ اس حد تک علم ضروری ہے جس سے عمل درست ہو جائے۔

☆ نفس کی مثال شیطان کی سی ہے اور اس کی مخالفت عبادت کا کمال ہے۔

☆ فنا کا مفہوم یہ ہے کہ جہالت' خواہشات اور غفلت کو مٹا کر علم' طاقت' زہد اور ذکر اللہ کو اپنایا جائے یہ صفت سدا باقی رہتی ہیں اور وہی فنا ہے جس کا نتیجہ بقا ہے۔

☆ رضا کی دو قسمیں ہیں اول خدا کا بندے سے راضی ہونا اور دوم بندے کا خدا سے راضی ہونا یعنی اس کی ہر قضا اور ہر فیصلے پر خواہ وہ عطا ہو یا منع مطمئن رہنا جو شخص عطا کے پیچھے اللہ عزوجل کا ہاتھ دیکھ سکتا ہے وہ غم و مسرت اور موت و حیات سب کو عطا سمجھتا ہے۔

☆ صوفی وہ ہے جس کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

☆ تصوف کے کئی مقامات ہیں۔ اول توبہ' دوم رجوع الی اللہ' سوم زہد یعنی لذت دنیا سے اجتناب اور چہارم توکل یعنی اللہ عزوجل کا سہارا۔

☆ مسلسل عبادت سے مقام کشف و مشاہدہ ملتا ہے۔

☆ راہِ حق کے راہبروں کا پہلا مقام توبہ اور استغفار ہے۔

☆ قلب کو چھ خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ اول نفس کا خطرہ' دوم شیطان کا خطرہ' سوم فرشتہ کا خطرہ' چہارم روح کا خطرہ' پنجم عقل کا خطرہ اور ششم یقین کا خطرہ۔

☆ غیر سے راضی ہونا بڑی ہلاکت ہے۔

☆ درویش کو چاہئے کہ بادشاہ سے ملاقات کو سانپ کی ملاقات کے برابر تصور کرے۔

☆ جو شخص ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔

☆ نفس امارہ انسان اور خداوند کریم کے درمیان بدترین حجاب ہے اور نفس امارہ ہی ہر قسم کی برائی اور شر کا منبع ہے۔

☆ علماء کا کام غور وفکر کرنا ہے اور جہلاء کا کام صرف سنی سنائی ہوئی بات کا بیان کرنا ہے۔

☆ علم کا ترک کرنا بھی جہالت ہے اور جہالت کی مذمت اللہ عزوجل اور اس کے صاحب علم بندوں نے پے در پے فرمائی ہے۔

☆ درویش اپنے تمام معانی میں غیر اللہ سے بے تعلق اور تمام اسباب سے بیگانہ ہوتا ہے۔

☆ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ مہمان خانہ ہے۔

☆ استاد کا حق ضائع نہ کرو۔

☆ حرام کے لقمہ سے پرہیز کرو۔

☆ علم کا کمال یہ ہے کہ تم پڑھتے پڑھتے اس درجہ پر پہنچ جاؤ کہ بالآخر تمہیں یہ کہنا پڑے کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔

☆ جو شخص خدا کی عبادت ذاتی اغراض کے لئے کرتا ہے وہ اپنی پرستش کرتا ہے خدا کی نہیں۔

☆ اللہ عزوجل کا فرمانبردار اگرچہ مردہ ہو تو بھی زندہ ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اس کی فرمانبرداری پر آفرین آفرین کہتے ہیں۔

☆ سب نبی ولی ہوتے ہیں مگر ولیوں میں سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

☆ عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو۔

☆ علم اس حد تک سیکھو جس سے اعمال درست ہو جائیں۔

☆ کاہل فقیر، غافل امیر اور جاہل درویش کی صحبت سے بچو۔

☆ جب بندہ قضائے الٰہی سے راضی ہو جاتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ عزوجل بھی اس بندے سے راضی ہے۔

☆ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔ جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔

☆ غنی وہ ہے جس کا دل اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز سے خالی ہو۔

☆ رضا یہ ہے کہ انسان اطاعت الٰہی سے ایک قدم بھی باہر نہ رکھے۔

☆ تصوف کے کپڑے پہننا اسے زیبا ہے جو تارک الدنیا اور عاشق الٰہی ہو۔

☆ دین کی پابندی کرو اگرچہ لوگ تمہیں ملامت کریں۔

☆ دنیا پانی پر کشتی کی طرح تیر رہی ہے تو بھی غوطہ خور بن جا تاکہ غرقاب ہو۔

☆ نکاح مرد عورت سب کے لئے جائز ہے جو اہل وعیال کا حق ادا نہ کر سکے اس کیلئے نکاح مسنون ہے اور جو حرام سے نہ بچ سکے اس پر نکاح کرنا فرض ہے۔

☆ صاحب مقام اپنے مجاہدہ کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور صاحب جمال اپنی صفات سے فانی ہوتا ہے اس کا قیام اسی وہبی کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ عزوجل اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔

☆ دنیا عمل کا گھر ہے اور آخرت قربت کا گھر، قربت میں خدمت نہیں کرنا پڑتی۔

☆ درویشوں کے لئے صحبت فرض ہے اور گوشہ نشینی ناپسندیدہ فعل ہے۔

☆ جو شخص اپنی حقیقت سے واقف نہ ہو وہ غیر کی حقیقت سے کیسے واقف ہو سکتا ہے۔

☆ روح کی صفت عقل ہے، نفس کی صفت خواہش ہے اور جسم کی صفت حس ہے۔

☆ نفس اور اس کی تدبیر کو مدنظر رکھنا سخت ترین حجاب ہے کیونکہ اس کی مطابعت حق تعالیٰ کی مخالفت ہے اور حق تعالیٰ کی مخالفت سب سے بڑا حجاب ہے۔

☆ مجاہدہ بندے کا فعل ہے اور مشاہدہ حق تعالیٰ کی عنایت اور جب تک حق تعالیٰ کی عنایت نہ ہو بندہ کا فعل کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔

☆ جیسے مشاہدہ بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہو سکتا ویسے ہی مجاہدہ بھی بغیر مشاہدہ کے ناممکن ہے۔

☆ شیطان حقیقت میں انسان کا نفس اور اس کی خواہش ہے۔

☆ جس روح کو اپنے جسم میں عقل سے قوت نہیں ملتی وہ ناقص ہوتا ہے اسی طرح جس کو ہوا سے قوت نہیں وہ بھی ناقص ہوتا ہے۔

☆ جس کی تمام حرکات نفس کی خواہشات کے مطابق ہوں اور وہ تمہارے ساتھ مسجد میں بھی موجود ہو تو وہ پھر بھی حق تعالیٰ سے دور ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر ترجیح دی ہے۔

☆ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے والوں کے لئے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

☆ اللہ عزوجلّ کے اولیاء رحمۃ اللہ علیہم وہ ہیں جنہیں اس نے اپنی دوستی اور ولایت کے لئے مخصوص فرما دیا ہے اور وہ اس کے ملک کے مالک ہیں' ان کو اس نے برگزیدہ کر دیا ہے اور اپنے فضل سے اظہار کر نشان بنا دیا ہے' کرامات کو ان کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور طبیعت کی خرابی کو ان سے علیحدہ کر دیا ہے اور نفس کی متابعت ان سے چھڑوا دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہیں ذاتِ حقیقی کے ساتھ انس حاصل ہے۔

☆ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی برہان کو آج تک باقی رکھا ہے اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تاکہ حق کے نشانات ہمیشہ رہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی سچائی کی دلیل رہے۔

☆ ولایت کی اولین شرط یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولا جائے۔

☆ کرامت کا اظہار جھوٹے کے ہاتھ سے ہونا محال ہے۔

سیرت حضرت علی ہجویری
المعروف
داتا گنج بخش رح
حکیم سید خاور حسین قادری